صدیق اکبرؓ

2296

یعنی

سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

جسکو

مرزا محبوب بیگ صاحب بی۔ اے مصنف فاروق اعظم۔ ذوالنورین

وغیرہ نے تیار کیا

اور

میاں محمد گیلانی مینیجر کشمیری گزٹ لاہور نے حق تصنیف حاصل کر کے

کشمیری پریس لاہور میں چھپوایا

تعداد جلد (۱۰۰۰) .... قیمت فی جلد ۸ر

کشمیری گزٹ لاہور

کشمیر جنت نظیر" ایک پرانا اور مشہور مقولہ ہے۔ اسکی تعریف۔ اسکی فرح بخش آب و ہوا۔ باغ و بہار گلزار۔ اور بھولے بھالے خدا ترس سد ساکنوں کی تعریف میں کئی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اور سینکڑوں اشعار زبان زد عام ہیں۔ اسکے مسرت بخش منظر ایک موزون طبع اور انصاف پسند کو نظر آتے ہیں۔ تو بے ساختہ کہہ اُٹھتا ہے سہ اگر فردوس بر روئے زمین است ✤ ہمین است وہمین است وہمین است۔ اسکے مفرح قلوب نظاروں کی کشش نے ہزاروں سیاحوں کو ممنون احسان بنایا ہے اکثر زندہ دل امیر پنجاب کی گرمی سے تنگ آکر اُسکے گوشہ میں پناہ لیتے ہیں۔ اور سیر بہار سے مشام جان کو معطر کرتے ہیں +

جنت نظیر کشمیر کی بہار پھل پھول اور رونق وہی ہے جو پہلے تھی۔ باشندے اُسی طرح ہاتھ پاؤں رکھتے ہیں جس طرح پہلے رکھتے تھے۔ دل و دماغ بھی اُن کے وہی ہیں جو پہلے تھے۔ مگر افسوس دلوں میں وہ قومی محبت اور دماغوں میں وہ قومی ارادہ نہیں رہا۔ جو کبھی تھا۔ اس کے جلا وطن ساکنوں میں باہم ایسی بے رخی ہے۔ کہ اُن کی افسوسناک حالت ظاہر کرنے کے لئے گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل والا معاملہ ہے۔ اکثر جلا وطن پنجابی کشمیریوں نے حب وطن اور قومیت کا ذرا بھی مادہ نہیں رکھتے۔ یہانتک اُس کے عزیز نام سے نفرت ظاہر کی ہے۔ کہ وہ کشمیری کہلانا پسند نہیں کرتے +

مندرجہ بالا تمام نقص اور عیوب کو رفع کرنے کے لئے میں نے ایک ماہواری اخبار بنام **کشمیری گزٹ** ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء سے چھاپنا شروع کیا ہے۔ جس کے اغراض و مقاصد اور قواعد درج ذیل ہیں:-

اغراض و مقاصد

(۱) ان کشمیریوں کو شرم دلانیوالے مضامین لکھنا جنہوں نے ملک کے ساتھ قومیت بھی بدل لی ہے۔

(۲) کشمیری بھائیوں میں اتفاق یکجہتی اور ہمدردی قایم کرنا۔

(۳) قوم میں صنعت و تجارت و حرفت کی اشاعت کے وسایل پر غور کرنا +

(۴) غیر قوم و کم کو جو بے بنیاد الزام لگاتے ہیں اُن کا جواب دینا۔

(۵) شادی غمی کی رسومات بد کی اصلاح کرنا۔

(۶) وقتاً فوقتاً اصلاحی خبریں اور دیگر دلچسپ مضامین بھی درج ہوا کرینگے۔

قواعد

(۱) یہہ اخبار بالفعل ماہوار شایع ہوتا ہے +

(۲) قیمت سالانہ معہ محصولڈاک ایک روپیہ۔

(۳) بغیر قیمت پیشگی وصول ہوئے کسی صاحب کے نام جاری نہیں ہوسکتا۔

(۴) درخواست ہونے پر نمونہ کا پرچہ مفت بھیجا جاتا ہے۔

(۵) معزز نامہ نگاروں کو اخبار مفت۔

(۶) تمام خط و کتابت پتہ ذیل پر پہنچنی چاہیئے +

المشتہر — [illegible] مالک و منیجر کشمیری گزٹ بنگلہ ایوب [illegible] لاہور

دیباچہ

اس زمانہ میں بہت ہی کم ایسے لوگ ہونگے۔ جن کو ابتداء اور شیوع اسلام کا حال معلوم ہو۔ نہ کوئی ایسی کم قیمت لیکن مملو از جملہ حالات کتاب نظر آتی ہے جس سے خلفائے راشدین کی زندگی کے حالات معلوم ہوں۔ کہ یہ اسلام جو اسوقت دنیا کے تقریباً تمام حصص میں پایا جاتا ہے پہلے کیا تھا۔ اور اس کی معتقدین کی کیا تعداد تھی۔ کیونکر اس کو ترقی ہوئی اور ارکان اسلام کے جوش اور سرگرمی کی کیا کیفیت تھی۔ اس کتاب میں میں نے وہ تمام حالات کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں جو خلیفہ اول کے وقت میں ظہور پذیر ہوئے۔ ناظرین یہ کتاب دلچسپی سے خالی نہیں ہے اس میں آپ کے واسطے کئی سبق ہیں۔ اُس زمانہ کے شریف اور عفت پناہ عورتوں کو دیکھو کہ اُنہوں نے اسی دین کی خاطر کس قدر شجاعت اور مردانگی سے کام لیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ چونکہ کتاب ایک نئی قسم کی ہے۔ اسواسطے آپ ضرور قدر افزائی کرینگے۔ اور انشاء اللہ اگر فرصت ہوئی تو دیگر خلفائے کا حال بھی فرداً فرداً رفتہ رفتہ آپ کی خدمت میں عرض کرونگا۔ والسلام۔

لاہور — بندہ

۲۴ جولائی ۱۸۹۶ء — محبوب بیگ

باب اوّل

رسول عربی کی وفات اور خلافت پر جھگڑا

جب رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی تو ملک کی عجیب خطرناک حالت ہوئی۔ نہ کوئی دین کا پیشوا رہا اور نہ ملک کا حاکم۔ تمام مدینہ میں کھلبلی مچ گئی۔ اور اگر اسامہ ابن زید اُس وقت اپنی ہمت مردانہ اور جوانمردی سے کام نہ لیتے تو لوگوں کا شور و شر کام کر ہی چکا تھا۔ سوال یہ درپیش تھا کہ عنان حکومت کس کے ہاتھ دیجاوے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ کے والد بزرگوار تھے۔ جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چاہتی بیوی تھیں۔ آنحضرت کی ایک اور بیوی تھی حضرت حفصہ نام اور حضرت عمر فاروق رض اُن کے والد تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے آپ کے دو بیٹیوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے شادی کی تھی۔ لیکن بیویاں اور اُن کی اولاد فوت ہو چکی تھی۔ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ آپ کے چچیرے بھائی اور حضرت فاطمہ زہرا کے شوہر تھے جو آنحضرت صلعم کی بڑی پیاری بیٹی تھیں۔ قرابت کے رو سے۔ حضرت علی کا زیادہ حق تھا اور اُن کی اوصاف حمیدہ اور خدمات قومی اس امر کے مقتضی تھیں کہ بعد وفات آنحضرت صلعم انکو خلیفہ بنایا جاوے۔ چنانچہ اُن کے احباب نے اُن کی دعاوی کو تسلیم کیا اور حضرت فاطمہ زہرا کے گھر میں جمع ہو کر تجویز کی کہ حضرت علی مرتضےٰ کو حاکم بنا دیویں اور کسی اس بات کی خبر نہ کریں۔ ادھر یہ حالت تھی ادھر

پبلک کے دل میں اور خیال پیدا ہو رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق کو لوگ صرف یہی نہیں جانتے تھے کہ وہ آنحضرت صلعم کے خسر ہیں۔ بلکہ اُن کو بخوبی معلوم تھا کہ یہ وہ بزرگ ہیں جو سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے اور جو اپنے کام میں نہایت سرگرم تھے آنحضرت صلعم کے سفر شب کی اُنہوں نے تصدیق کی دکھ درد میں اُن کے ساتھ شریک ہوئے کبھی پیچھے ہٹنے کے وقت اُن کا ساتھ دیا غار میں اُن کے یار بنے اور جملہ امور میں اُن کے مشیر اور ساتھی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اُن کو صاف طور پر اپنا جانشین بنا چکے تھے۔ ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو فرمایا کہ میری جگہ امامت کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ اس بات پر بڑا زور دیتی تھیں کہ اُن کے والد بزرگوار کو خلیفہ بنا دیا جاوے اور دیگر لوگ حضرت عائشہ کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھی بہت ساتھی اور مداح تھے۔ فنون جنگ میں اُن کو کمال حاصل تھا بے خوف و خطر جو بات ہوتی تھی صاف منہ پر کہہ دیتے تھے اور آپ کی بیٹی حضرت حفصہ آپ کی بہت طرفداری کرتی تھیں ؎

پس جس وقت حضرت علی اور اُن کے احباب حضرت فاطمہ کے گھر میں بیٹھے چپ چاپ مشورت کر رہے تھے تو بڑے بڑے سربرآوردہ مسلمان خلافت کا تصفیہ کرنے واسطے جمع ہوئے اور حضرت علی اور اُن کے ساتھیوں کو اس معاملہ کی خبر تک نہ ہوئی اس مجمع میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی شامل تھے۔ پہلے تجویز یہ قرار پائی کہ خلافت موروثی نہیں ہے بلکہ وہی خلیفہ ہو جس کو لوگ خلیفہ بنا دیں اس تجویز سے حضرت علی کا دعوے قایم نہ رہا اور حاکم کا مقرر کرنا جمہور رائے پر ٹھہر گیا۔ پھر مہاجرین اور انصار میں جھگڑا ہوا۔ مہاجرین وہ لوگ تھے جنہوں نے مکہ سے بھاگ کر پناہ لی تھی اور انصار وہ لوگ تھے جنہوں نے مدینہ میں امداد کی تھی جھگڑا یہ تھا۔ کہ مہاجرین چاہتے تھے کہ ہم اپنا ایک خلیفہ بنا دیں۔ اور انصار یہ چاہتے تھے

کہ ہم اپنا ایک خلیفہ بنا دیں۔ اول الذکر کہتے تھے کہ مکہ میں ہی آنحضرت صلعم پیدا ہوئے تھے
اور یہاں ہی آپ نے وعظ و تلقین کی ہم اُن کے ہمشہری اور اُنکے رشتہ دار اور پردیس
میں اُن کے ساتھی ہیں۔ برعکس اس کے انصار کہتے تھے ہمارا دعوے فایق ہے
مدینہ میں آنحضرت صلعم نے پناہ لی اور یہاں ہی اپنی سکونت اختیار کی۔ ہجرت کے وقت
ہم نے اُن کی مدد کی اور ہماری مدد سے وہ اپنے دشمنوں کو مغلوب کر سکے
رفتہ رفتہ فساد بہت بڑھ گیا اور جنگ و جدل کی نوبت پہنچی۔ آخر ایک اہل مدینہ
نے یہ تجویز کی کہ ہر ایک فریق کی طرف سے ایک ایک حاکم مقرر ہو۔ یعنے اس طرح دو
حاکم سلطنت کے مقرر ہوں تاکہ فریقین کی رضا مندی حاصل ہو۔ حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور فرمایا کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں
سما سکتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے بھی اس تجویز کو پسند نہ کیا جو ضعف سلطنت
کا باعث تھی۔ اور کہا کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک حاکم کی تابع رہیں۔ چنانچہ انہوں
نے تجویز کی کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت ابو عبیدہ دو شخص موجود ہیں جو اس عہدہ
کے لایق ہیں مومنین کو چاہئے ان میں سے ایک کو جس کو چاہیں حاکم بنا لیویں حضرت
ابو عبیدہ اُن اشخاص میں سے ایک تھے جنہوں نے سب سے پہلے دین محمدی قبول کیا۔
اور جب آنحضرت صلعم نے مکہ سے ہجرت کی تو وہ اُن کے ساتھ تھے۔ اور اُن کے ہر حال میں شریک تھے
حضرت ابوبکر صدیق کی اس صلاح سے کچھہ عرصہ تک تو لوگوں کا شور و غلغلہ فرد
ہو گیا۔ مگر پھر وہی حالت ہوئی۔ آخر کار حضرت عمر فاروق اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور
اُنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ عمر میں ہم سب سے بزرگ ہیں
اور فضیلت میں ہم سب سے بالا ہیں۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ کو آپ نے خوب نباہا اسواسطے مناسب ہے
کہ سلطنت کا کام آپ سنبھال لیں۔ یہ کہہ کر حضرت عمر نے اُن کی بیعت قبول کی +
حضرت عمر فاروق کے دلنشین کلام کو سُن کر لوگ دنگ رہ گئے اور حضرت ابوبکر صدیق

کی اصلی قابلیت اُن پر روشن ہو گئی۔ اونہوں نے دیکھا کہ وہ آنحضرت صلعم کے
دیانتدار ساتھی تھے اور ہمیشہ اُن کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ اُن کی دانائی اور عقل
کے قائل تھے اور اُن کے سفید بالوں کی قدر کرتے تھے۔ حضرت عمر کے دیکھا دیکھی
سب نے حضرت ابوبکر کی بیعت قبول کی۔

اس کے بعد حضرت عمر نے منبر پر چڑھ کر کہا کہ آیندہ جو شخص خلاف مرضی پبلک
دعوے خلافت کا کریگا وہ مورد عذاب موت ہوگا اور جو اشخاص اُس کی حمایت کریں
گے اُن کو بھی یہی سزا دیجاویگی۔ اس تجویز سے اور سب دعادی معدوم ہو گئی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے اس تجویز سے خودغرضی اور چالاکی سے
کام لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر کو معلوم تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق معمر اور
سن رسیدہ ہیں اسواسطے وہ غالباً دیر تک زندہ نہ رہینگے۔ اور آخر وہی وارث سلطنت
ہونگے۔ مگر یہ سراسر غلط اور محض اتہام ہے۔ فریب دھوکہ حضرت عمر کی ذات میں ہرگز
داخل نہ تھا۔ وہ ہمیشہ سادگی سے کام لیتے تھے اور کبھی سلطنت کی خواہش نہ کرتے تھے
دین اسلام کے وہ بڑے ساعی اور سرگرم رکن تھے اور ہمیشہ صاف طور پر اس کی
بہبودی اور ترقی چاہتے تھے۔ جب حضرت عمر نے اس واقعہ کی خبر حضرت علی کو کی
کہ حضرت ابوبکر صدیق اس طرح خلیفہ بنائے گئے ہیں تو اُن کو سخت تعجب اور رنج
ہوا کہ یہ تمام کارروائی بغیر اُن کی صلاح و مشورت کے درپردہ کی گئی ہے مناسب
یہ تھا کہ اُن کو اس صلاح میں شریک کیا جاتا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ
میں نے یہ کام اپنے ذمہ صرف اسواسطے لیا ہے کہ لوگوں کا شور و شر فرو ہو جاوے۔
ورنہ جب فساد رفع دفع ہو جائیگا تو میں فوراً عنان سلطنت اُس شخص کے حوالہ کر دونگا
جسکو زیادہ لائق سمجھیں گے۔ اس پر حضرت علی کی تسلی ہو گئی اور سب نے حضرت ابوبکر
کو خلیفہ تسلیم کیا۔

باب دوم

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ

حضرت ابوبکر صدیق مکہ میں دو سال اور کچھ ماہ بعد پیدائش حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے گویا کہ وہ آنحضرت صلعم کے قریباً ہم عمر تھے۔ اپنی قوم میں بہت مالدار تھے اور اُن کی سخاوت کا شہرہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اُن کا اپنا نام عبداللہ اور باپ کا نام ابی قحافہ تھا آگے چل کر اُن کا شجرہ نسب آنحضرت صلعم کے ساتھ ملتا تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ اُن کا نام عتیق تھا۔ مگر یہ غلط ہے علما کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عتیق محض اُن کا لقب تھا اور یہ اسواسطے پڑ گیا تھا کیونکہ وہ آگ کے عذاب سے آزاد کئے گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ عتیق لقب اسواسطے پڑ گیا۔ کیونکہ وہ نہایت صاحب جمال و صورت تھے اور اُن کی نسب میں کوئی عیب نہیں تھا صدیق اُن کو اسواسطے کہتے ہیں کیونکہ انہوں نے فوراً رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی + وہ ہمیشہ مکہ میں ہی رہتے تھے اور کبھی باہر نہیں جاتے تھے البتہ تجارت کیواسطے باہر نکلتے تھے۔ قرابتیوں کے ساتھ احسان کرنے اور مصیبت کے وقت مدد دینے اور مہمان نوازی میں شہرہ آفاق تھے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی آپ کی پاکدامنی کا ایک زمانہ مداح تھا۔ شعر ہرگز نہیں کہتے تھے اور اسلام قبول کرنے سے پہلے ہی شراب کو حرام سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا کہ آپ شراب کیوں نہیں پیتے فرمایا کہ میں اپنی عزت اور مروت کی حفاظت کرنی چاہتا ہوں جو لوگ شراب پیتے ہیں وہ اپنی عزت کو ڈبو دیتے ہیں اور مروت کو کھو دیتے ہیں +

حضرت ابوبکر صدیق رنگ کے گورے اور چہرے سے دبلے پتلے معلوم ہوتے تھے۔ آنکھیں اندر کی طرف گھسی ہوئی تھیں اور پیشانی بلند تھی۔ ڈاڑھی کے بال سفید تھے

ناگرجہاں کے ساتھ ننگ لیتے تھے۔ امور سلطنت میں ماہر اور رائے صائب رکھتے تھے
بکبر اور غرور تو کہنا چاہیے کچھ سروکار نہ تھا۔ ہمیشہ راستی اور دیانت داری سے کام لیتے تھے
مال و دولت اور عیش و طرب کی کچھ پرواہ نہیں کرتے تھے۔ صرف سادگی سے زندگی
بسر کرنا چاہتے تھے۔ اُن کے جلو میں ایک اونٹ اور ایک حبشی غلام ہوا کرتا تھا۔ جو
فالتو روپیہ اُنکے خزانہ میں داخل ہوتا اُسکو جمعہ کے روز تقسیم کر دیتے تھے۔ مستحقوں کو انعام
اور غربا کو مال و دولت سے مالامال کر دیتے تھے مصیبت زدہ کو اپنی جیب سے مدد دینے میں دریغ نہ کرتے تھے

علما کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر اسلام قبول کرنے کے وقت سے لیکر نبی صلعم کی وفات
تک اُن سے جدا نہ ہوئے۔ ہمیشہ اُن کے ساتھ رہتے تھے اور اُن کی اجازت سے حج اور لڑائی
پر جاتے تھے۔ انہوں نے ہر لڑائی میں نبی صلعم کا ساتھ دیا۔ اور اُن کے ساتھ ہجرت کی اور
اللہ اور اُس کے رسول کی خاطر اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر غار میں اُن کے رفیق بنے یوم احد
اور یوم حنین میں ثابت قدمی اور شجاعت سے کام لیا۔ اور یوم بدر میں اُن کے ساتھ ہوئے۔
شجاعت میں کوئی اُن کے برابر نہ تھا۔ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں سے
پوچھا کہ کوئی ایسا آدمی بتاؤ جو سب سے زیادہ شجاع ہو۔ انہوں نے کہا آپ ہیں کہنے لگے کیا میں
کسی لڑائی سے ناکام ہو کر واپس نہیں لوٹا۔ میں چاہتا ہوں کسی ایسے آدمی کا نام لو جو سب سے زیادہ
شجاع ہو۔ انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں کہنے لگے وہ حضرت ابوبکر ہیں۔ جنہوں نے مشرکین
کے مقابلہ پر اپنی شجاعت دکھائی جبکہ اور سب کے اوسان خطا ہو گئے تھے ؎

ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلعم نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط
نے آکر آنحضرت کے گلے مبارک میں چادر ڈالدی اور سخت دبایا۔ حضرت ابوبکر آپہنچے
اور اُنہوں نے اُس کو ہٹا دیا اور کہا کہ کیا تم اسواسطے ایک آدمی کو قتل کرتے ہو کیونکہ
وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ ہمارے رب کی نشانیاں تم کو پہنچ چکی ہیں ؎

حضرت ابوبکر صدیق بڑے سخی اور فیاض تھے۔ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ

صلعم نے کہا کہ جو نفع مجھہ کو ابو بکر کے مال نے دیا ایسا کبھی کسی اور مال نے نہیں دیا۔
اس پر حضرت ابو بکر رو پڑے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ میں اور میرا مال آپ کے ہی واسطے
ہے۔ کہتے ہیں حضرت ابو بکر کے مال کو حضرت رسول اللہ صلعم اپنا مال ہی سمجھتے تھے۔
ہجرت کے وقت حضرت ابو بکر نے پانچہزار درہم اسلام کے راستہ میں صرف کر دیا
کہتے ہیں ایک دفعہ وہ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر تھے اور چادر اوڑھے ہوئے تھے۔
جبریل علیہ السلام نے آکر کہا اے محمد کیا وجہ ہے کہ ابا بکر نے سینے کو چادر سے ڈھانپا
ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا اے جبریل جو کچھہ اُس کے پاس تھا وہ اُس نے فتح کے پہلے میری
خاطر صرف کر دیا۔ جبریل نے کہا خداوند تعالے اُس کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ آیا تو
اس فقر میں مجھہ سے راضی ہے یا خفا۔ ابو بکر نے کہا میں اپنے رب سے خفا؟ یہ ہرگز ممکن نہیں
میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں تین دفعہ اس طرح کہا۔"
حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں فتوے دیا کرتے تھے
اور نماز میں حضرت ابو بکر امام ہوا کرتے تھے۔"
مشکل کے وقت ہمیشہ حضرت ابو بکر صدیق کتاب اللہ کو دیکھ لیتے تھے اور جو حکم
اُس میں ہوتا تھا اُس کے مطابق عمل کرتے تھے اگر کتاب اللہ میں یہ حکم نہ ملتا تھا تو
جو بات رسول اللہ صلعم کے یاد ہوا کرتی تھی اُس پر عمل کرتے تھے اور اگر یہ بھی نہ
ہوتا تھا تو مسلمانوں کو پوچھتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھ کو فلاں مہم در پیش ہے کیا تمکو یاد
ہے حضرت رسول اللہ نے اس امر میں کیا حکم دیا تھا پس اگر سب لوگ کہتے تھے کہ
رسول اللہ کا اس میں فلاں حکم ہے تو حضرت ابو بکر خدا کا شکر کر کے اس کو قبول کر
لیتے تھے اور اگر اس سے بھی عاجز آجاتے تھے تو بڑے بڑے نیکو کاروں کو جمع کر کے
صلاح و مشورت لیتے تھے اور جس بات پر اُنکا اتفاق رائے ہوتا تھا اسی پر عمل کیا کرتے تھے۔
خداوند تعالے نے قرآن شریف میں ان کی نسبت کہا ہے۔ ثانی اثنین اذ ہما

فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ صاحب کا یہاں
اشارہ حضرت ابوبکر کی طرف ہے۔ اور فانزل اللہ سکینتہ علیہ اُن کو ہی کہا ہے کیونکہ
نبی صلعم تو ہر حال میں مطمئن اور شاکر رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر نے بلال نام حبشی کو
خرید کر کے آزاد کر دیا پس نازل ہوا۔ واللیل اذا یغشےٰ الیٰ قولہ ان سعیکم لشتیٰ یعنے
سعی ابوبکر و امیہ و ابی۔ کہتے ہیں کہ مکہ میں حضرت ابوبکر بوڑھی عورتوں کو اُس وقت
آزاد کر دیتے تھے جب وہ اسلام قبول کر لیتی تھیں۔ ایک دن اُن کے باپ نے کہا اے
بیٹا میں دیکھتا ہوں کہ تو ضعیف لوگوں کو آزاد کرتا ہے اگر تو جوان اور چالاک لوگوں
کے ساتھ اس طرح کرے تو وہ ہرگز تیرا کہنا مانیں اس پر آپ نے فرمایا کہ میں اللہ کی مرضی
پوری کرتا ہوں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ فاما من اعطیٰ واتقیٰ الخ حضرت عایشہ
صدیقہ سے روایت ہے کہ آیت کفارۃ الیمین کے نازل ہونے سے پہلے بھی حضرت
ابوبکر کبھی قسم کو نہیں توڑا تھا اور یہ قول جو خدا کا ہے۔ وشاورہم فے الامر یہ ابی بکر اور
عمر کی طرف اشارہ ہے اور خدا نے جو کہا ہے۔ وصالح المومنین یہ ابی بکر اور عمر کے حق
میں نازل ہوا ہے۔ کہتے ہیں جس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی
تو حضرت ابوبکر نے کہا اے رسول اللہ تیری کوئی ایسی بھلائی نہیں ہے جس میں ہم شریک
نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہمارا نام نہیں آیا پس نازل ہوا۔ ہو الذی یصلی علیکم وملائکتہ اسی طرح
اور بھی کئی آیات قرآن شریف میں اُنکی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

کہتے ہیں ایک دفعہ رسول اللہ صلعم مسجد میں گئے حضرت ابوبکر اُن کی دائیں طرف
تھے اور حضرت عمر بائیں طرف۔ آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فرمایا
کہ ہم اسی طرح قیامت کے دن اٹھیں گے۔ ایک دفعہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ہر ایک نبی
کے دو وزیر آسمانی اور دو وزیر دنیاوی ہوتے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر جبرئیل اور
میکائیل ہیں اور دنیاوی ابوبکر اور عمر۔ حقیقت یہ ہے کہ ابی بکر اور عمر کے ساتھ محبت

رکھنے میں ایمان کی سلامتی ہے اور اُن کے ساتھ بغض کرنے میں نقصان کفر اور تذلیل کی جہت کو دیکھا اپنی عدم موجودگی میں آنحضرت صلعم ہمیشہ حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کے واسطے کہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت عمر کو رد کردیا اور کہا کہ ابوبکر نماز پڑھا دیں۔ حضرت ... روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلعم کو کہا کہ اپنی بیماری میں آپ حضرت ابوبکر کو ہی امام بناتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے کیا بنانا ہے خود خدا نے اُس کو امام بنایا ہے۔

باب سوم

عرب والوں کی بغاوت

جب حضرت ابوبکر صدیق تخت خلافت پر متمکن ہو گئے تو انہوں نے لوگوں کو فرمایا کہ جہاں تک ممکن ہوگا میں تعصب اور طرفداری سے پرہیز کروں گا۔ تم کو چاہیے کہ اگر میں خدا اور اُس کے رسول کے حکم کو بجا لاؤں تو میری متابعت کرو۔ ورنہ بے شک میرا کہا نہ مانو۔ اگر مجھ سے کوئی غلطی صادر ہو تو تمکو چاہیے کہ اُس کو درست کردو اور مجھ کو جہاں ٹھہراؤ۔ بادشاہ کے لقب کو وہ ہمیشہ ناپسند کرتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ مجھ کو خلیفہ کہا کرو۔

رسول عربی کی وفات پر عرب والے اس کے خلیفہ کی اطاعت سے منحرف ہو گئے انہوں نے زکواۃ دینے سے انکار کر دیا اور باغیوں نے یہاں تک زور پکڑا کہ سارا عرب سرکش ہو گیا اور صرف مکہ مدینہ اور طائف کے شہروں میں اسلامی سلطنت رہ گئی۔

باغیوں نے اس پر بھی قناعت نہ کی بلکہ مدینہ پر بھی چڑھائی کر دی۔ اُن کا افسر ایک شیخ ملک ابن نویرہ نام تھا۔ یہ شخص ایک اعلےٰ خاندان میں سے بڑا بہادر سوار تھا اور فن شاعری میں بھی اس کو کمال حاصل تھا۔ ایک اور وجہ اس کی شہرت کی یہ تھی کہ اس کی بیوی کا عرب بھر میں کوئی ہم پلہ خوبصورتی میں نہیں تھا۔

جب ابوبکرؓ کو خبر ملی کہ یہ جنگ جو شاعر اپنی سپاہ لے کر چڑھ آیا ہے۔ تو انہوں نے فوراً عورتوں بچوں۔ بڈھوں اور ضعیفوں کو نواح کے پہاڑوں کی غاروں اور چٹانوں میں بھیجا یا

حضرت ابوبکر سرغنہ فساد کے لئے علے قابلیت کے قائل تھے انہوں نے فوراً چار ہزار پانچ سو آدمیوں کی جمعیت فراہم کر کے خالد ابن ولید کو اُن کا افسر مقرر کر کے دشمن کے مقابلہ پر بھیجا اور خالد ابن ولید کو ہدایت کر دی کہ اگر ملک تمہارے قابو میں آجاوے تو اُس کا بڑا ادب کیجیو اور مغلوب پر ظلم روا نہ رکھنا۔ تم کو چاہئے کہ جو کچھ ہم کھو بیٹھے ہیں تم اُسکو نرمی سے واپس لے لینے کی کوشش کرو۔

مگر خالد پکے سپاہی تھے وہ نرمی کو کیا جانیں جس وقت باغیوں کو مغلوب کر لیا تو انہوں نے اُن کے ملک کو تباہ کر دیا اور اپنی سپاہ کو حکم دیدیا کہ مفتوح قوم کی بھیڑیں اور بکریاں پکڑ لو اور اُن کے بچوں کو غلام بنالو۔

اسیران جنگ میں ملک اور اُس کی خوبصورت بیوی بھی شامل تھے۔ عورت کی خوبصورتی کو دیکھ کر ترش مزاج سپاہی کی ہوش دنگ ہوگئی لیکن اُس کے خاوند کے واسطے اُس کا دل پتھر ہوگیا۔

خالد۔ (ملک کو مخاطب کر کے) "تم زکواۃ کیوں نہیں دیتے"

مالک۔ "کیونکہ میں بغیر دیئے زکواۃ کے خدا کی نماز پڑھ سکتا ہوں"

خالد۔ "نماز بغیر خیرات کے کچھ فائدہ نہیں دیتی"

مالک۔ (غرور اور نخوت سے) "کیا تمہارا مالک یوں کہتا ہے"

خالد۔ (غضبناک ہو کر) "کیا جس کو تم میرا مالک کہتے ہو وہ تمہارا مالک نہیں ہے قسم خدا کی میں تمہارا سر تن سے جدا کر دونگا"

مالک۔ (حقارت سے) "کیا تمہارے مالک کا یہی حکم ہے"

خالد (طیش میں آکر) "پھر وہی بکتا ہے۔ اس شریر کا سر کاٹ ڈالو"

اتنے میں اور افسر آ پہنچے اور انہوں نے روک دیا کیونکہ اُس قیدی کا سب لحاظ
کرتے تھے۔ مگر خالد کا غصہ ایک بلا تھا کسی کے ٹالے سے نہیں ٹلتا تھا۔
ملک ۔ (اپنی بیوی کی طرف اشارہ کر کے) یہ اس عورت کے حسن وجمال نے جھنجھے ہلاک کر دیا ہے۔
خالد ۔ اس عورت نے تجھے تباہ نہیں کیا ہے۔ تجھ کو اللہ نے تباہ کیا ہے۔ جس کے
دین سے تو نے منہ موڑا ہے۔
ملک ۔ میں نے دین سے منہ نہیں موڑا۔ میں مرتد نہیں ہوں۔ میرا دین سچا دین ہے۔
یہ کہنا تھا کہ ضرار ابن الازور نے فوراً اُس کا سر تہ تیغ کر کے تن سے جدا کر دیا۔
اس قتل سے بہت شور پیدا ہوا۔ حضرت عمر نے کہا کہ احکام قرآنی کے رو سے خالد کو سنگسار
کرنا چاہئے۔ کہ اُس نے زنا کی خاطر ایک مسلمان کا خون کیا۔ مگر حضرت ابو بکر نے کہا کہ
رسول عربی نے وکسا جیسے حبشی کو معاف کر دیا تھا جس نے اُن کے چچا حضرت حمزہ
کو قتل کیا تھا۔ خالد غلطی سے مرتکب گناہ کا ہوا ہے ورنہ اُس کی نیت ہرگز نہیں تھی
کیا کافروں کے مقابلہ پر میں شمشیر الہی کو میان میں ڈال لوں۔
آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ایک شخص مسلمہ نام تھا۔ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے
اور مسیلمہ کو حکم دیا کہ اشاعت احکام محمدی کرے اس سے اُس کے بہت لوگ مرید ہو
گئے اور وہ صوبہ یمامہ کا حاکم اور خلیفہ سمجھا گیا۔ فرقہ تمیم میں ایک عورت سجہ نام شاعرہ
تھی جو ابو کہدلا کی بیوی تھی اور حسن وجمال اور اعلےٰ قابلیت کے باعث تمام عرب میں
مشہور تھی۔ جب مسیلمہ کی خبر اُس کو پہنچی تو وہ فوراً اُس کی ملاقات کے واسطے آئی۔ پہلے
ہی ملاقات پر طرفین میں الفت پیدا ہو گئی اور وہ مدت تک باہم بیٹھے رہتے تھے۔
سجہ اپنے عاشق کی مرید ہو گئی اور اُس سے اُس کو پیغمبری کا خیال پیدا ہو گیا ادھر مسیلمہ
نے اپنی جمیلہ ملاقی سے شاعری کا فن سیکھ لیا۔
جب بے شمار فوج لے کر خالد سر پر آ گیا تو مسیلمہ کو سب شاعری اور پیغمبری کا خیال

بھیج دیا گیا۔ مگر جب وہ مقابلہ کے واسطے سامنے آیا تو اُس کے پاس اتنی فوج تھی کہ خالد کے پاس بھی اتنی نہیں تھی؟ زبیبہ کے مقام پر ایک لڑائی ہوئی۔ جس میں اول باغیوں کو فتح نصیب ہوئی اور بارہ سو مسلمان میدان جنگ میں کام آئے۔ لیکن خالد نے ہلا کر کے دشمن کو مغلوب کر لیا اور دس ہزار آدمی نذر تیغ ہوئے۔ مسیلمہ خوب مردانگی سے لڑا لیکن زخموں سے عاجز آکر گر پڑا۔ کہتے ہیں وکسا حبشی نے اُس کو قتل کیا تھا یہ وہی شخص ہے جس نے جنگ احد میں نبی صلعم کے چچے حمزہ کو قتل کیا تھا۔ برچھی بھی وہی تھی جس نے جنگ میں کام دیا تھا۔ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے وکسا کا قصور معاف کر دیا تو پھر وہ ایک پکا دیندار مسلمان ہو گیا۔ مسیلمہ کے رہے سہے مریدوں نے بھی فوراً دین اسلام قبول کر لیا اور خالد کی اس فتح سے اُس کا وہ قصور معاف ہو گیا جو اُس نے ملک کے قتل کرنے میں کیا تھا۔ خالد سے بہت خدمات جنگی اڑے وقت میں ظہور پذیر ہوئیں اُس نے کئی بغاوتوں کو فرو کیا اور یہ اُسی کا جوش اور سرگرمی تھی کہ خلافت کا پہلا سال بھی نہ گزرا تھا کہ ملک میں بالکل امن ہو گیا اور اسلامی سلطنت عرب میں قائم اور مستحکم ہو گئی۔"

اس فتح کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کرنا شروع کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس امر کی بہت تاکید کی۔ انہوں نے کہا جنگ اکربیہ میں ہزارہا اصحاب پیغمبر شہید ہو گئے ہیں اور تھوڑے عرصہ میں وہ لوگ بھی چل دینگے جن کے دلوں اور سینوں پر اصول اسلام منقش ہیں۔ اسواسطے بہتر یہ ہے کہ تحریری اور زبانی ذرائع سے جہانتک ممکن ہو قرآن کو جمع کیا جاوے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے اس کام کو شروع کیا اور خلیفہ ثانی کے عہد میں جا کر یہ کام ختم ہوا۔

باب چہارم

جنگ شام اور یزید ابن ابو سفیان اور عمرو ابن العاص کی فتوحات

ابتدائے زمانہ خلافت صدیق میں جب مسلیمہ کذاب اور سجاح وغیرہ مدعیان نبوت مقتول ہو گئے اور فتح یمامہ حاصل ہو گئی اور اہل عرب نے اطاعت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی قبول کرلی۔ تو حضرت صدیق رضہ نے ارادہ کیا۔ کہ مسلمانوں کو شامیوں اور رومیوں کے مقابلہ پر بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے جملہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ آپ صاحبان پر روشن ہونا چاہیے کہ رسول مقبول صلعم نے میرے پاس اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا کہ ملک شام میں جہاد کیا جاوے مگر وہ اپنے ارادہ کو پورا نہ کر سکے۔ خداوند تعالے جل شانہ نے اپنے حبیب کو اپنے پاس بلا لیا۔ اب میرا ارادہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک لشکر مع اہل و مال ملک شام کی طرف بھیجوں۔ آپ صاحب اس میں کیا صلاح دیتے ہیں۔ ان تمام نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ ہم سب آپ کے حکم کے تابع ہیں۔ جہاں آپ کی مرضی ہے ہم کو بھیجیے۔

صحابہ سے یہ جواب سن کر حضرت صدیق بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ہجری ۱۳ کو خطوط بنام ملوک یمن اور امرائے عرب و اہل مکہ معظمہ ایک ہی لفظ اور ایک ہی عبارت میں روانہ کئے۔ خطوط کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبداللہ عتیق ابن ابو قحافہ تمام سچے دینداروں کے حق میں خدا سے سخت بخت دیا اور ہی اور برکت کی دعا مانگتا ہے۔ حمد ہے واسطے خدا اور اس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے۔ پس آپ لوگوں کو مطلع کرتا ہوں کہ میرا ارادہ تمام

میں لشکر بھیجنے کا ہے تاکہ کافروں کے ہاتھ سے ملک کو بچاؤں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ یہ واضح رہے کہ جو شخص جہاد کریگا وہ خدا کے فرمان کی اطاعت کرے گا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہ خطوط لے کر روانہ ہوا اور تھوڑے دنوں کے بعد کئی قبیلے اور گروہ مدینہ میں جمع ہو گئے۔ لوگوں کا اس قدر ہجوم اور کثرت ہو گئی کہ کھانے اور دانے اور چارے سے لوگوں کو تکلیف ہونے لگی۔ اسواسطے سرداروں نے یکجا ہو کر مشورہ کیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں کہ ہمکو وہ ملک شام کی طرف فوراً روانہ کر دیں یہاں ہم کو بہت تکلیف ہوتی ہے چنانچہ سب سے پہلے قیس بن میرۃ المرادی نے خلیفہ کی خدمت میں عرض کی کہ تمام لشکر جمع ہو گیا ہے اور سب سامان درست ہے ہم کو یہاں بہت تکلیف ہوتی ہے براہ مہربانی ہمکو حکم دیجئے کہ ہم فوراً روانہ ملک شام کو ہو جاویں۔ خلیفہ نے فرمایا مجھکو تمہاری سختی اور ایذا منظور نہیں ہے جس حالت میں سب سامان مہیا ہو گیا ہے اور کسی کا انتظار باقی نہیں رہا بہتر ہے روانگی ہو جاوے۔ چنانچہ اُسی وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پا پیادہ کھڑے ہو گئے اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم وغیرہ اُن کے ساتھ ہو لئے۔

قصہ جنگ بیان کرنے سے پہلے مناسب یہ ہے کہ یہاں پر تھوڑا سا حال ملک شام کا بیان کیا جاوے۔ اس لفظ کا اطلاق عام طور اُن تمام ممالک پر ہوتا تھا۔ جو درمیان دریائے فرات اور بحیرہ روم کے واقع تھے۔ فنیشیا اور فلسطین بھی ان میں شامل تھے کتب مقدسہ میں ان تمام ممالک کو ارم کہتے تھے۔ اور میسوپوٹامیا چالڈیا اور اعصر یہ بھی اسی میں شامل تھے۔ پہلے تو یہ ممالک علیحدہ علیحدہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنی ہوئی تھیں جنکے اپنے اپنے حاکم تھے لیکن اسوقت یہ ایک ہی شہنشاہ ہرقل کے تابع تھے جس کا دارالسلطنت قسطنطنیہ میں تھا۔ مدت سے شام میں عرب والوں

کے قافلے آتے جاتے رہتے تھے۔ یہاں سے اناج اُن کے ملک میں آتا تھا۔ یہ ملک نہایت زرخیز تھا۔ کچھ حصہ میں زراعت ہوتی تھی اور اناج انگور اور نہایت عمدہ میوہ دار درخت پیدا ہوتے تھے۔ چراگاہوں میں ہمیشہ بھیڑ دل اور بکریوں کے گلے نظر آتے تھے۔ سرحد غرب میں جو شہر اس کے واقع تھے۔ وہ اندرونی تجارت کا مرکز تھے اور اس کے بندرگاہوں میں تجارت کا بہت زور شور تھا۔

الغرض جس وقت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر کے ساتھ پہلے دن پاپیادہ کوچ کیا تب یزید ابن ابوسفیان نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو خدا کے غضب سے شرم معلوم ہوتی ہے کہ ہم سوار ہو کر چلیں اور آپ پیادہ پا ہوں یا آپ بھی سوار ہو لیں یا ہم سواری سے اُتر پڑیں حضرت صدیق نے فرمایا کہ نہ میں سوار ہونگا اور نہ تم کو اُترنے دونگا۔ چنانچہ اُسی حال سے اُن کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک گئے اور وہاں جا کر ٹھہر گئے۔

حضرت صدیق نے فوج کے دو حصے کر رکھے تھے ایک کا افسر یزید بن ابی سفیان تھا اور ایک ہزار سوار اس کے تابع تھے۔ دوسرے حصہ کا افسر ربیعہ بن عامر تھا۔ اور اس کی ماتحت بھی ایک ہزار سوار تھے۔ ربیعہ نہایت شریف خاندان میں سے تھا اور اس کی بہادری اور عقل اور برتری کو ایک عالم جانتا تھا۔ اللہ کی شان ہے۔ ابھی دس برس بھی نہ گزرے ہونگے کہ ہجرت کے وقت فقط معدودے چند مہاجرین کی ایک ٹوٹی پھوٹی جماعت تھی اور اس وقت ایک لشکر عظیم اسلامی جھنڈے کے نیچے نظر آتا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لشکر کو دیکھ کر خدا کا شکر کیا اور اُن کے حق میں خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔

چلتی دفعہ یزید ابن ابوسفیان نے حضرت صدیق رض کے پاس آکر کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلعم آپ ہمکو کچھ وصیت فرما دیں پس حضرت صدیق رض نے اس مضمون کے کلمات وصیت فرمائی کوچ کے وقت تم اپنے ساتھیوں پر تیز روی کی سختی نہ کرو اور اپنے لشکر سے جدا

مندنت ہو اپنے کام میں ساتھیوں سے مشورہ لیا کرو اور طریقہ عدالت اختیار کرو
ظلم و جور سے دور رہو کیونکہ ظالم کو رستگاری نہیں ہوتی ہے۔ اور ظالم دشمن پر فتحیاب
نہیں ہوتا ہے۔ بہادری سے لڑو اور ہرگز دشمن کے سامنے پیٹھ مت دکھاؤ۔ جب
دشمن پر فتح پاؤ تو نہ مار ڈالو چھوٹے لڑکے اور نہ کم سن اور نہ بڈھے ضعیف کو اور نہ عورت
کو اور نہ جلاؤ نزدیک درخت خرمے کے اور نہ جلاؤ کھیتوں کو اور نہ کاٹو پھلے ہوئے درخت
کو اور نہ قطع کرو کونچیں جانوروں کی اور نہ مارو اُن مواشیوں کو جن کا کھانا حلال ہے۔
جو عہد و پیمان کفار کے ساتھ کرو اُس کو پورا کرو اور صلح کو نہ توڑو۔ تمام دینداروں کا
لحاظ رکھو۔ جو گوشہ نشینی کو خدا کے راہ میں بیٹھا سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے
بلکہ یہ بات صرف اُن کی خواہش اور پسندیدگی نفس سے ہے پس اُن کے عبادت
خانوں کو ویران نہ کرو اور اُن لوگوں کو قتل نہ کرو۔ ہاں مگر ایک اور قوم کفار کی ہے جو سروں
کو منڈاتے ہیں اور گروہ شیطان میں سے ہیں۔ جہاں کہیں وہ تم کو ملیں بے شک اُن کو قتل کرو
یہانتک کہ اختیار کریں وہ لوگ دین اسلام یا ادا کریں جزیہ کو اور حالت اُن کی ذلیل اور خوار ہو۔

یہ وصیت فرما کر حضرت صدیق نے یزید بن ابی سفیان سے مصافحہ اور معانقہ
کیا اور ربیعہ بن عامر سے بھی مصافحہ کیا اور فرمایا کہ اے ربیعہ بنی اصفر کے مقابلہ پر اپنی شجاعت
اور مردانگی دکھاؤ اللہ تمہاری مرادیں پوری کریگا۔ اس کے بعد یزید ابن ابی سفیان اور ربیعہ بن
عامر نے واسطے جنگ کے کوچ کیا اور حضرت صدیق مدینہ کو واپس آئے ۔

جب ہرقل بادشاہ روم کو خبر پہنچی کہ مسلمانوں کا لشکر کوچ بہ کوچ کرتا ہوا براہ
تبوک و جابیہ دمشق کو آرہا ہے تو اُس نے سب ارکان دولت کو جمع کر کے کہا کہ اے
قوم بنی اصفر جان لو تم اس بات کو کہ جبتک تم اپنی شریعت کے احکام کے پابند
تھے اور انجیل مقدس کو مانتے رہے تب تک جو بادشاہ ارادہ فتح شام کا کر کے
آیا وہ اپنا سا مونھ لیکر واپس چلا گیا اور خدا نے تم کو اُس پر فتح اور نصرت بخشی

تم کو یاد ہوگا کہ کسرے بن ہرمز نے فارسی لشکر کو لیکر تم پر چڑھائی کی، اور شکست کھائی۔ اسی طرح ترکوں نے بھی منہ کی کھائی۔ اور قوم دم دبا کر بھاگ گئی۔ تنگ اب تمہاری نافرمانی کی پاداش میں خداوند تعالےٰ نے تمہاری یہ حالت کر رکھی ہے کہ ایک ضعیف سے ضعیف قوم بھی تم پر چڑھ آئی ہے۔ یہ لشکر خلیفہ پیغمبر نے اس غرض سے بھیجا ہے۔ کہ ہمارے ملک کو فتح کرے۔ بادشاہ کا یہ کلام سنکر سب سامعین نے اُسی وقت عرض کی کہ ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم اُنکو اُن کی ارزو سے روکیں اور اُن کے شہر میں جا کر اُن کے کعبے کو کھود ڈالیں۔ اس پر ہرقل نے آٹھ ہزار سوار بہادر اپنی فوج سے علیحدہ کئے اور چار شخص بہادر اُس پر افسر مقرر کئے۔ ایک کا نام باطلیق تھا۔ دوسرا اُس کا بھائی تھا۔ جس کا نام جرجلیس تھا۔ تیسرا لوقا بن شمعان اور چوتھا حلبیا تھا۔

لشکر اسلام کو تبوک میں پہنچے ہوئے تین دن ہو گئے تھے۔ چوتھے دن اُنہوں نے ابھی کوچ کا ارادہ ہی کیا تھا کہ رومیوں کا لشکر آن پہنچا۔ یہ دیکھکر یزید بن ابوسفیان نے ایک ہزار مسلمانوں کا لشکر بسرداری ربیعہ بن عامر علیحدہ کر دیا۔ اور ایک ہزار سوار لیکر آمادہ جنگ لشکر روم ہوا۔ یزید نے مسلمانوں کو بہت سے پند و نصائح کرکے خوب جوش دلایا۔ تب حمیت اسلام اُن کے دلوں میں جوش مارنے لگی۔ مسلمانوں کی تھوڑی سی جمیعت کو دیکھکر رومیوں کا حوصلہ بڑھ گیا اور اُنہوں نے فوراً حملہ کرکے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اتنے میں ربیعہ بن عامر تکبیر پڑھتے ہوئے کمین گاہ سے نکل آئے اور اُنہوں نے رومیوں پر ایسا حملہ کیا۔ کہ اُن کے سب اوسان خطا ہو گئے اور وہ پیچھے کو ہٹے۔ ربیعہ بن عامر نے باطلیق کو دیکھکر ایک ایسا نیزہ مارا کہ اُس کے سر میں توڑ کر دوسرے جانب جا نکلا اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ یہ دیکھکر رومی لوگ بھاگ گئے اور لشکر اسلام کی فتح کا ڈنکا بج گیا۔

اس لڑائی میں دو ہزار دوسو رومی اور ایک سو تیس مسلمان کام آئے۔ رومیوں کی ہزیمت دیکھکر جرجیس بہت شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ کس منہ سے میں ہرقل کے

زخمی ہو گئے جائیں۔ اب تو اپنے بھائی کا بدلا ضرور لونگا یا میں بھی اس کے ساتھ جا ملونگا۔ یہ سن کر رومی لوگ ارادہ جنگ کا کر کے پھر آئے اور خیمے لگا کر انہوں نے ایک شخص کی معرفت لشکر اسلام میں کہلا بھیجا کہ اپنی طرف سے کوئی بزرگ اور عاقل ہمارے پاس بھیجدو تا کہ ہم معلوم کریں کہ تم لوگ ہم سے کیا چاہتے ہو۔ اس پیام پر ربیعہ بن عامر بجانب لشکر دشمن روانہ ہوئے اور جب بادشاہ کے خیمے میں پہنچے تو قندان بن وائلہ نے ان سے کہا کہ بادشاہ کے لشکر کی تعظیم کرو۔ ربیعہ بن عامر نے اس بات کو نہ مانا۔ آخر انہوں نے کہا کہ یہ شخص عربی اپنے کلام میں راست گو ہے جس طرح وہ چاہتا ہے اس کو آنے دو۔ جب ربیعہ بن عامر خیمہ میں پہنچا تو جرجیس نے کہا کہ تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔ ربیعہ نے کہا ہم تم سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم دین اسلام قبول کرو اور جو ہم کہتے ہیں اور کرتے ہیں وہی تم بھی کرو اور اگر یہ نہیں مانتے تو جزیہ دو اور اگر یہ بھی منظور نہیں تو تلوار تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کر دیگی۔ اس کے بعد اور گفتگو ربیعہ اور جرجیس کے درمیان ہوتی ہے۔ جرجیس نے کئی شرائطیں پیش کیں اور ہر ایک مرد کارزار کو کچھ دینا پیش کیا۔ مگر ربیعہ نے ان شرائط کو تسلیم نہ کیا اور یہی کہا کہ دین اسلام قبول کرو۔ مگر جرجیس نے اس شرط کو نہ مانا اور مذہبی بحث شروع ہوئی۔ جس سے جرجیس اسلام کا قائل ہو گیا۔ مگر ایک دربان نے اس کو خبر دی کہ یہ وہی شخص ہے جس نے تیرے بھائی باطلیق کو قتل کیا تھا۔ یہ سن کر جرجیس کی آنکھیں مارے غصہ کے لال ہو گئیں اور اس نے ربیعہ پر حملہ کیا مگر ربیعہ نے اپنی تلوار کے وار سے اس کو زمین پر بیہوش مردہ کر کے ڈالدیا اور انہوں پر حملہ کر دیا

جب یزید ابن ابی سفیان نے سامنے سے ربیعہ بن عامر کے ساتھ رومیوں کی بیوفائی کا حال دیکھا تو انہوں نے مسلمانوں کو حکم کیا کہ فوراً بے ایمان دغاباز رومیوں پر حملہ کرو۔ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان لڑائی ہو رہی تھی کہ اتنے میں ایک لشکر مسلمانوں کا بہ سرداری شرجیل بن حسنہ دکھائی دیا۔ اور اس لشکر نے چاروں طرف

نے رومیوں کو گھیر لیا اور اُنکے سروں پر تیغ زنی کی - کہتے ہیں کہ اُس آٹھ ہزار جماعت
رومیوں سے ایک شخص بھی زندہ نہ بچا - اور اُن کا تمام مال و اسباب مسلمانوں کے ہاتھ آیا
جب مسلمانوں کو یہ فتح نصیب ہوئی عنقریب ہمراہیان یزید بن ابی سفیان نے
شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ اور اُنکے سپاہیوں سے ملاقات کی اور سب ایک جگہ رہتے
شرجیل بن حسنہ نے لوٹ کا تمام مال یکجا جمع کرکے یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر
سے مشورہ کیا - انہوں نے کہا مناسب یہ ہے - کہ جسقدر مال رومیوں کا ہمارے ہاتھ میں
آیا ہے اسکو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجدیا جاوے تاکہ جس
وقت مسلمان اس کو دیکھیں لوگوں کے دل میں رومیوں کیساتھ جہاد کرنے کی
خواہش پیدا ہو - سب نے اس رائے کو پسند کیا اور تمام مال و اسباب سوائے ہتھیاروں اور
سامان جنگ کے بہمراہی شداد بن اوس اور پانچسو سوار کے مدینہ طیبہ کو روانہ کیا
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا پوری ہوئی اور مسلمانوں کو فتح کامل نصیب
ہوئی - آپ نے مکہ میں اور ممالک نواحی میں خوشی کی خبریں بھیجدیں اور سب مسلمانوں
کو جہاد کی تاکید کی - ایک اور فوج تیار ہوگئی اور اُس کی کمان سعید ابن خالد کو دیگئی -
حضرت عمر کو سعید کا افسر بنایا جانا اچھا نہ معلوم ہوا اور حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے
والد کو کہکر سعید سے استعفا دلادیا اور عمرو ابن العاص اُس کی جگہ مقرر ہوا - یہ وہی
شخص ہے جس نے ابتداء زمانہ اسلام اور اُس کے بانی کی ہجو کی تھی اور
اب ایک پکا مسلمان خادم قوم اور حامی دین اسلام ہوگیا تھا +
مسلمانوں کے جہاد کا اُسوقت یہ عالم تھا کہ سعید ابن خالد نے بڑی خوشی
سے استعفا دیدیا اور کہا کہ خواہ نشان فوج کسی کے ہاتھ میں ہو میں ضرور کافروں
کے مقابلہ پر جہاد کروں گا +
رخصت کے وقت حضرت صدیق رض نے عمرو بن العاص کو وصیت فرمائی کہ

ڈرتے رہو تم اللہ تعالیٰ سے ہر حال چھپے ہوئے اور ظاہری اور شرم رکھو اللہ تعالیٰ سے حالت تنہائی میں کیونکہ وہ تمہارے کام کو دیکھتا ہے۔ لوگوں کے خانگی معاملات میں دخل مت دو اور اپنے آدمیوں کو کہدو کہ زمانہ جاہلیت کے اصول اور واقعات کی نسبت تمام بحث کو چھوڑ دیں۔ لیکن تلاوت قرآن مجید کی برابر کرتے رہنا جس بات کا جاننا تمہارے واسطے ضروری ہے وہ سب اس میں درج ہے۔

جس وقت حضرت صدیق رضؓ نے عمر ابن العاص کو یہ وصیت کی تو اس وقت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ پس جب یہ لشکر نو ہزار مسلمانوں کا بسرداری عمرو بن العاص بارادہ فلسطین روانہ ہوا تو حضرت صدیق رضؓ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو تمام لشکر مسلمانوں پر سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ مع اپنے ہمراہیان کے بجانب زمین جابیہ روانہ ہوں۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ابو سعید الحزدمی کو قوم بنی لخم اور جذام پر سردار مقرر کر کے ابلسہ اور فارس کیطرف روانہ کیا۔

زمانہ جاہلیت اور اسلام میں لوگ ملک شام کے گیہوں جو روغن زیت منقے انجیر وغیرہ عمدہ عمدہ چیزیں مدینہ منورہ میں لاکر بیچا کرتے تھے۔ پس جس وقت یہ سامان جنگ ہو رہا تھا اُس وقت بھی لوگ برسم تجارت آئے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے سب حال تبوک میں مشرکین کے مارے جانیکا ہرقل بادشاہ روم کو پہنچا دیا۔ ہرقل نے ایک صلیب سونے کا تیار کیا اور اُس کو سردار روبیس کے سپرد کر کے کہا کہ اہل عرب کو فلسطین میں گھسنے نہ دے۔ پس روبیس مذکور صلیب کو لیکر اُسی دن مع لشکر بجانب اجنادی کے روانہ ہوا۔ ادھر عمرو بن العاص اپنے ہمراہیوں کو لیکر ارض فلسطین میں آپہنچے اور یہاں کے چراگاہوں میں چرنے سے گھوڑوں اور اونٹوں کی لاغری ہوا ہوگئی پھر مہاجرین اور انصار نے جمع ہو کر کونسل کی اتنے میں عامر بن عدی ملک شام سے آپہنچے۔ چہرہ اُن کا بہت گھبرایا ہوا تھا۔ عمرو بن العاص نے اُن کا یہ حال دیکھ کر

سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا میرے اضطرار کی وجہ یہ ہے کہ میرے پیچھے ایک
بڑا لشکر رومیوں کا آپہنچا ہے جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ معلوم ہوتی ہے۔
اس پر عمرو بن العاص نے اپنے ساتھیوں کی صلاح پوچھی۔ سب نے اپنے اپنے خیال
کے مطابق رائے زنی کی اور ایک گروہ بادیہ اعراب نے عمرو بن العاص سے کہا کہ اے
سردار ہماری یہ رائے ہے کہ تم ہم سب کو لیکر جنگل میں چلو۔ تاکہ دشمن کو غافل پاکر
ہم اُس پر حملہ کریں۔ سہیل بن عامر نے اس مشورہ کو ناپسند کیا اور عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے خدا کی نہ پیچھے ہٹینگے ہم ان لوگوں کے مقابلے اور لڑائی کفار
سے اور نہ پھیریں گے ہم اپنی تلواروں کو ان سے پس جس کا جی چاہے ان کے مقابلے
کو آگے بڑھے اور جس کا جی چاہے پلٹ جاوے اور جو شخص پیچھے پھرے گا پس اللہ
تعالےٰ اُس کی راہ میں ہے۔ یہ سن کر عمرو بن العاص بہت خوش ہوئے اور انہوں نے عبداللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار لشکر مسلمانان کا سردار مقرر کر کے دشمن کے مقابلہ پر بھیجا ۰
اگلے دن صبح کے وقت ایک غبار نظر آیا جس سے معلوم ہوا کہ رومیوں سردار نے
دس ہزار آدمی اس غرض سے بھیجے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے لشکر کا حال دریافت کر کے
اطلاع دیویں۔ اُن کو دیکھکر مسلمانوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ باواز
بلند کہا اور سب سے پہلے عکرمہ بن ابی جہل نے حملہ کیا پھر سہیل بن عمرو نے اور ضحاک بن ابی
سفیان نے حملہ کر کے اپنے ساتھیوں کو للکارا اور مہاجرین و انصار نے اسکے پیچھے حملہ کردیا ۰
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے بھی لشکر کے مالک پر حملہ کیا
اور جب میں نے اپنا نیزہ اُس کی طرف بڑھایا تو اُس کا گھوڑا پیچھے ہٹا اور پھر میں نے اپنے
نیزے کو روک لیا۔ یہ دیکھ کر اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے اُس کے نیزے پر ایک
ایسی تلوار ماری کہ اسکا پھل ٹوٹ گیا اور نیزہ مثل ایک چوب کے رہ گیا پھر میں نے
تلوار کا ایک وار کر کے دشمن خدا کا کام تمام کر دیا۔ تھوڑے عرصہ میں مسلمانوں کی

فتح ہوگئی اور بہت کفار مارے گئے اور بہت زندہ پکڑے گئے ؛

پھر مسلمانوں نے اسباب کفار مقتولین اور اسباب لوٹ کا جمع کیا اور ایک دوسرے کو پوچھنے لگے کہ عبداللہ بن عمر کہاں ہیں کسی نے کہا وہ مارے گئے اور کسی نے کہا کہ وہ گرفتار ہوگئے۔ بعض کہنے لگے کہ اللہ تعالےٰ نے عبداللہ بن عمر کے ساتھ سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں کیا ہوگا۔ بعض نے کہا کہ اگر عبداللہ بن عمر مارے گئے۔ تو اس فتح سے ہم کو کچھ حاصل نہیں ہوا۔ مگر عبداللہ بن عمر ان سب باتوں کو اپنے نشان کے پیچھے کھڑے سُن رہے تھے انہوں نے کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ بلند کیا اور مسلمان اُن کو دیکھ کر اُن کی طرف دوڑے آئے اور پوچھنے لگے کہ آپ کہاں تھے۔ انہوں نے کہا میں مشرکین کے ساتھ لڑائی کر رہا تھا۔ مسلمانوں نے خوش ہو کر دعا دی پھر مال اور گھوڑے اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ مقتولین مشرکین کے جمع کئے ؛

جب عمرو بن العاص کو اس معاملہ کی خبر پہنچی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے تین قیدیوں کو بلا کر جو زبان عربی سے واقف تھے اُن کے لشکر کی خبر پوچھی انہوں نے کہا کہ روبیس سردار ایک لاکھ فوج لے کر آیا ہے۔ اور ہرقل بادشاہ نے اسکو حکم دیا ہے کہ کسی کو زمین ایلہ تک آنے نہ دیوے۔ اور روبیس نے اس سردار کو جو مارا گیا بطریق طلیعہ اپنی فوج کے بھیجا تھا۔ اور تم اُس فوج کو اپنے قریب پہنچی ہی جانو ؛

عمرو بن العاص نے مسلمانوں کو کوچ کا حکم دیا اور وہ تھوڑی دور گئے تھے کہ دشمن کا لشکر سامنے سے نظر آیا۔ جب دونوں لشکر قریب ہوئے روبیس نے مثل نر وزاور مست کے اپنے لشکر کو لڑائی کیواسطے ترتیب دیا ادھر عمرو بن العاص نے بجانب میمنہ کے ضحاک بن سفیان کو اور بجانب میسرہ سعید بن خالد کو مقرر کیا اور ساقی بن ابوالدرداء رضی اللہ عنہم ٹھہرے اور قلب میں خود عمرو بن العاص نے اور ساتھ اُنکے اہل مکہ بمنزلہ مہاجرین وانصار نے قرار پکڑا اور عمرو بن العاص نے مسلمانوں کو قرآن مجید کے پڑھنے کی ہدایت کی ؛

سب سے پہلے سعید بن خالد مقابلہ کیواسطے نکلے اور انہوں نے باآواز بلند مشرکین کو کہا
کہ آؤ انکو مقابلے کے واسطے۔ پھر یہ کہکر انہوں نے بجانب میمنہ و میسرہ لشکر دشمنوں کے
حملہ کیا اور بہت لوگوں اور دلیروں کو مار ڈالا۔ دوسرے حملہ میں انہوں نے دشمن کی
فوج کو پراگندہ کر دیا۔ مگر دشمنوں نے اکٹھے ہو کر انکو شہید کر ڈالا۔ مسلمانوں کو اس واقعہ
جانکاہ سے سخت رنج ہوا اور سب سے زیادہ رنج اس حادثہ سے عمرو بن العاص کو ہوا۔ صبح سے
تا وقت زوال لڑائی کا بازار گرم رہا آخر دشمنوں نے منہ کی کھائی اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔
عمرو بن العاص نے اس فتح کا حال ایک خط میں لکھ کر ابی عامر الدوسی کے ہاتھ
ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس روانہ کیا اور جس وقت قاصد پیام لے کر آیا۔ اس وقت
باپ سعید بن خالد کے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھے۔ اپنے بیٹے
کی شہادت کا حال سن کر وہ بہت بے تاب ہوئے اور خوب روئے۔ پھر انہوں نے
اپنے بیٹے کی قبر دیکھنے کا قصد کیا۔ ابو عبیدہ بن الجراح نے عمرو بن العاص کے خط کا جواب
لکھکر خالد بن سعید کے حوالہ کیا اور خالد بن سعید ابی عامر کی ہمراہ عمرو بن العاص کے
لشکر میں پہنچے اور خط اُن کو دیا۔ عمرو بن العاص نے اُن کے بیٹے کی عزاداری کی پھر
خالد نے مسلمانوں سے اپنے بیٹے کی بہادری کا حال دریافت کیا اور اُس کی قبر کیطرف
چلے گئے اور عہد کر لیا کہ اپنے بیٹے کا بدلہ ضرور لونگا۔
اس کے بعد خالد بن تین سو سوار مسلمان دلیران قوم حمیر سے لیکر عمرو بن العاص سے
رخصت ہوا اور انہوں نے میدان میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا کہ دفعتہً ایک اونچے پہاڑ
پر انہوں نے چند بوڑھے آدمی دیکھے۔ خالد دس آدمی اپنی ہمراہ لے کر پہاڑ پر چڑھ
گیا اور معلوم کیا کہ وہ لوگ گروہ شام سے ہیں۔ پھر خالد نے اُن سے لشکر روم کا حال
پوچھا انہوں نے کہا وہ بمقام اجنادین میں ہے اور بادشاہ نے فلسطین کیطرف
کوچ کا ارادہ کیا ہے اور اُس کا تمام لشکر مقام اجنادین میں اکٹھا ہوا ہے

کیونکہ اُن کو ڈر ہے کہ گروہ عرب بیت المقدس میں نہ پہنچ جاوے ۔

یہ حال سن کر خالد بن سعید نے اُن سے پوچھا کہ وہ کس راہ سے جائینگے اُنہوں نے

کہا یہی راہ جس میں تم ہو بڑا درہ ہے۔ پھر خالد نے اُن سے کہا کہ ہمارے دین کی

نسبت تمہارا کیا خیال ہے اونہوں نے کہا کہ ہم کو سوا اسکے دین صلیب کے اور کچھ حال

معلوم نہیں اور ہم زراعت پیشہ ہیں اگر ہم کو مار ڈالو گے تو تم کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

ہمراہیان خالد نے کہا کہ اُن کو اس شرط پر چھوڑنا چاہئے کہ یہ لوگ وہ جگہ بتادیں جہاں

رسد جمع ہے۔ اُنہوں نے اس امر کو قبول کیا اور خالد کے آگے آگے چل کر درے کے

بیچ میں پہنچے وہاں پہنچکر دیکھا کہ رومی رسد کو جانوروں پر لادرہے ہیں اور چھ سو

سوار رومی اُس ٹیلے کے گرد جمع ہیں۔ یہ دیکھکر خالد بن سعید اور اُن کے ساتھیوں

نے حملہ کیا اور ذوالکلاع الحمیری کو دیکھکر خالد اُس کیطرف متوجہ ہوئے اور اُسکو

ایسا ڈانٹا کہ وہ رعب میں آگیا۔ پھر اُس ستمگار رومی کے ایک ایسا نیزہ مارا کہ وہ مثل

برج لوہے کے زمین پر گر پڑا اور خالد کے ہر ایک ساتھی نے ایک ایک سوار رومی کو مار ڈالا۔

کہتے ہیں اس لڑائی میں دشمنوں کے تین سو بیس سوار مارے گئے اور باقی سب

جانور اور رسد وغیرہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ خالد بن سعید نے کاشتکاروں کے ساتھ

ایفائے وعدہ کر کے اُن کو چھوڑ دیا اور اپنے ہمراہیوں اور مال لوٹ کے ساتھ

عمرو بن العاص کے پاس واپس آئے۔ عمرو بن العاص مسلمانوں کے صحیح وسالم

آنے سے نہایت خوش ہوئے اور اُنہوں نے ایک خط اس حال کا ابو عبیدہ

بن الجراح رضی اللہ عنہ کو لکھا اور دوسرا خط عامر رومی کے ہاتھ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ

کی خدمت میں بھیجا اور اُس میں کل حال رومیوں کی لڑائی کا بیان کیا حضرت

صدیق رضی اللہ عنہ نے خط پڑھ کر مسلمانوں کو سنایا مسلمان بہت خوش ہوئے

اور غایت سرور سے باواز بلند کلمہ اور تکبیر پڑھنے لگے ۔

باب پنجم

ابو عبیدہ سے سپہ سالاری کا کام نہ چلنا خالد کا تقرر اور بصرے پہنچنا

جب فتوحات عراق کی خبریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچیں تو وہ مارے خوشی کے جامے میں نہ سماتے تھے۔ مگر سپاہ سریہ کا حال سُنکر سارا عیش منغص ہوگیا۔ ابو عبیدہ طبیعت کے نرم تھے اور اُس حوصلہ کے محتاج تھے جو ایک حملہ آور سپہ سالار میں ہونا چاہیئے۔ جب انکو خبر پہنچی کہ شہنشاہ ہرقل بے شمار فوج فراہم کر رہا ہے تو انکے رہے سہے اوسان خطا ہوگئے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو فکر اور تردد کے خط لکھنے لگے۔ حضرت صدیق کو اس بات پر سخت رنج ہوا۔ اور وہ افسوس کرنے لگے کہ کیوں ہم نے ایک کمزور آدمی کو فتح سریہ کا کام دیا۔ خالد کی فتوحات زبان زد خلائق ہو رہی تھیں۔ اور ادھر یہ حال کہ ملک فتح کرنا تو درکنار اپنا پیچھا چھوڑنا دشوار ہوگیا۔ آخر خلیفہ رسول اللہ نے خالد کو کہلا بھیجا۔ کہ جنگ عراق کا اہتمام اپنے ماتحت افسران فوج کے حوالہ کرکے فوراً فوج سریہ کی امداد کیواسطے چلا جاوے اور ابو عبیدہ کو عہدہ سپہ سالاری سے سبکدوش کردے۔ خالد نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور فوج کا اہتمام اپنے ایک سردار کے حوالہ کرکے بسرداری پندرہ سوار سرحد سریہ میں پہنچ گیا جبکہ اسلامی فوج شہر بصرے کے قریب پہنچ رہی تھی ؛

شہر بصرہ سرحد سریہ میں ایک بڑی تجارت کی منڈی تھی۔ ہر سال قافلے یہاں آتے تھے اور لاکھوں روپیہ کا مال بازاروں میں فروخت ہوتا تھا۔ باشندے یہاں کے سلاح جنگ سے خوب واقف تھے اور بارہ ہزار سوار ہر وقت تیار رہتے تھے۔ شامی زبان میں بصرہ برج امن کو کہتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے اس شہر پر حملہ کرنے کیواسطے شرحبیل

پانچ سو کی جمعیت دس ہزار سوار بھیجا تھا جب شرحبیل بصرے میں پہنچا تو وہاں کا حاکم رومانس بڑی خوشی سے بغیر جنگ کے بدلے جزیہ دینے کو تیار تھا کیونکہ اسلامی فتوحات کا حال سُنکر اُسکے دل پر رعب طاری ہو گیا تھا مگر اُسکے لوگوں نے اُس کا کہنا نہ مانا اور لڑائی کرنے پر آمادہ ہوئے ۔

جب شرحبیل نے شہر کے نزدیک پہنچکر خدا سے فتح اور نصرت کی دعا مانگی مگر دشمن نے چاروں طرف سے آکر گھیر لیا دو ہزار بارہ سو مسلمان تہ تیغ ہوئے لڑائی سے تنگ آکر شرحبیل پیچھے ہٹنے کو تھا کہ دور سے ایک غبار نظر آیا اور معلوم ہوا کہ ایک اور فوج آن پہنچی ہے۔ کچھ عرصہ تک طرفین میں ایک سناٹے کا عالم رہا لیکن جس وقت غبار کے درمیان خالد کا نشان نظر آیا تو مسلمانوں نے تکبیر کے نعرے بلند کئے۔ خالد کی تمام فوج غبار آلودہ تھی اور اس نے اس زور سے دشمن کی فوج پر حملہ کیا کہ اُسکو شہر کی طرف پیچھے ہٹنا پڑا اور خالد نے اسلامی جھنڈا شہر کی دیواروں کے سامنے گاڑ دیا ۔

جب لڑائی ختم ہوئی تو خالد نے شرحبیل کو پوچھا کہ تجھ کو کیا جنون ہوا تھا کہ اپنی اس قدر قلیل فوج کے ساتھ تو نے ایسے مضبوط قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ۔

شرحبیل نے کہا میں نے جو کچھ کیا ہے وہ اپنی مرضی سے نہیں کیا ہے بلکہ ابو عبیدہ نے مجھ کو اس طرح حکم دیا تھا ۔

خالد نے کہا کہ ابو عبیدہ مرد مسلمان ہیں لیکن وہ بیچارے لڑائی کا ڈھنگ نہیں جانتے ۔

سپاہ سرحد کو معلوم ہو گیا کہ خالد اور ابو عبیدہ کی بہادری میں کس قدر فرق ہے خالد کے سپاہی سفر اور جنگ سے چور ہو گئے تھے۔ چنانچہ اُسی جگہ فرش پر بستر جما کر سو گئے اور فقط ایک خالد تھا کہ جس نے ایکدم آرام نہیں لیا تمام رات وہ ایک تازہ دم گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے گرد پھرتا رہا کہ ایسا نہ ہو کہیں دشمن پر آمادہ فساد ہو ۔

صبح کے وقت اُس نے اپنی فوج کو نماز فجر کے واسطے جگا دیا۔ بعض نے پانی کے ساتھ وضو کیا اور بعض نے تیمم ہی پر کفایت کی خالد نے صبح کی نماز پڑھی پھر ہر ایک آدمی ہتھیار لیکر گھوڑے پر سوار ہو گیا کیونکہ بصرہ کے دروازوں سے بے شمار فوج اُن پر حملہ کرنے کے واسطے

آرہی تھی دشمن کو میدان میں بھرتا اور آفتاب کے سامنے اُسکے ہتھیاروں کی چمک دیکھکر خالد کی آنکھیں مارے غضب کے لال ہوگئیں اور اُس نے کہا کہ یہ لوگ ہمکو اور ہمارے لوگوں کو تھکا ماندہ سمجھکر ہماری طرف آتے ہیں پس سوار ہو تم لوگ ساتھ برکت اور مدد اللہ کے پس سوار ہوئے مسلمان مسلح ہوکر۔ جب فوجیں ایک دوسرے کے قریب پہنچیں تو روماس نے اپنی فوج سے آگے نکل کر مسلمانی سردار کو کہا کہ آؤ اکیلے نکلکر جنگ کریں۔ یہ سُنکر خالد اُسی وقت آگے بڑھا مگر بجائے اس کے کہ روماس کوئی نیزہ زنی کرتا وہ اُلٹا گفتگوئے مصالحت کرنے لگا اُس نے کہا کہ میں خوب اور تحقیق جانتا ہوں کہ تم لوگ حق پر ہو اور میں تمکو دوست رکھتا ہوں اور اپنی قوم کو تمہاری طرف سے میں نے ڈرایا اور دھمکایا لیکن اُنھوں نے نہ مانا اور میں اُن سے ڈرتا ہوں۔ اب میں واپس جاتا ہوں کہ اگر تم میری جان و مال کی حفاظت اپنے ذمہ لیلو تو تمام شہر میں تمہارے حوالہ کردوں ؎

خالد نے فوراً اس شرط کو منظور کیا لیکن کہا کہ اگر تو بدون لڑے بھڑے مجھ سے اپنی قوم کے پاس پھر جائیگا تو مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ شک کرینگے کہ تو نے سازش کر لی ہے۔ اسواسطے میں تجھ پر حملہ کرتا ہوں اور تو مجھ پر حملہ کر کہ تیری قوم تجھ پر کسی قسم کی تہمت نہ لگائے۔ پھر تم نے اپنی قوم کے پاس چلے جانا ؎

اس گفتگو کے بعد وہ دونوں سردار ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور خالد نے اس قدر شدت سے حملہ کیا کہ روماس پکار اُٹھا کہ ذرا نرمی سے حملہ کرو مصنوعی جنگ اس کو نہیں کہتے۔ تم تو مجھے قتل کرنا چاہتے ہو ؎

خالد نے جواب دیا ہرگز نہیں لیکن ہم کو چاہیئے کہ ذرا سختی سے کام لیویں تاکہ لوگوں کو یقین ہوجائے کہ واقعی لڑ رہے ہیں ؎

آخر کار روماس کئی زخم کھا کر جان بچاتا ہوا اپنی قوم میں پہنچا اور لوگوں کو کہنے لگا کہ اہل عرب بڑے بہادر اور مضبوط ہیں تم اُن کے سامنے تاب مقاومت نہیں لاسکتے تم کو چاہیئے کہ اُن کی اطاعت قبول کرو اس میں تمہاری بھلائی ہے۔ یہ سن کر دیبوں

نے ہمیں کو جھڑکا اور اُس کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا۔ اور اگر بادشاہ کا خوف مانع نہ ہوتا تو ضرور ہی مار ڈالتے۔ اُنہوں نے کہا کہ تو شہر میں جا کر اپنے مکان میں بیٹھ رہ ہم اہلِ عرب سے لڑینگے چنانچہ روماس نے ایسا ہی کیا۔ پھر اہلِ بصرہ نے وریحان کو اپنا حاکم مقرر کیا جس کو بادشاہ نے روماس کی کمک کے واسطے بھیجا تھا ✣

راوی نے بیان کیا ہے کہ وریحان زرہ وغیرہ ہتھیار اور لباس پہن کر نکلا اور خالد بن ابو سعید رضی اللہ عنہ کو رو برو دیکھا کر آؤ لڑائی کیواسطے میدان میں نکلو عبدالرحمن بن ابی بکر بن صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد بن ابو سعید کو کہا کہ مجھکو اجازت دیجئے کہ میں دشمن کا مقابلہ کروں خالدؓ نے اس بات کو منظور کیا اور عبدالرحمن نے نکلکر وریحان پر حملہ کیا طرفین سے معرکہ آرائی ہوئی اور دونوں لشکروں کے لوگ گردنیں اوٹھا کر اُن کی لڑائی دیکھتے تھے پہلے ہی زخم سے وریحان نے ہمت ہار دی اور چونکہ اُس کا گھوڑا نہایت تیز تھا اسواسطے وہ عبدالرحمن سے جان بچا کر بھاگ نکلا اور اپنی فوج میں جا ملا ✣

خالد کو عبدالرحمن کی بہادری دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی اور اس نے حکم دیا کہ سب مسلمان فوراً حملہ کر دیں مسلمانوں کو حملہ کرتے دیکھ کر اہلِ بصرہ آگے بڑھے اور ہزار ہا آدمی قتل ہوئے اور قلعے کی دیواروں پر ناقوس بجنے لگے اور راہبوں نے کلمہ کفر پڑھکر شور مچایا ✣

اُدھر مسلمانوں کے لشکر سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے پھر سبھوں نے یکبارگی سخت حملہ کیا اور اہلِ بصرے کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا دیوار شہر پناہ کی گر گئی۔ پس تاب مقاومت نہ لا کر وہ بھاگ نکلے جب شہر میں پہنچ گئے اور برجوں پر اُنہوں نے صلبان کو بلند کیا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کو اس معاملہ کی خبر کریں کہ اُن کی کمک کیواسطے فوج بھیجے ✣

اس لڑائی میں دو سو تیس دیندار مسلمان شہید ہوئے اور مسلمانوں نے اہلِ بصرے کا مال اور اسباب خوب لوٹا۔ پھر خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے شہیدوں پر نمازِ جنازہ پڑھی اور اُن کو دفن کرا دیا ✣

ٹیکسٹ بعد حصہ رات کا گزرا تھا کہ حفاظت لشکر کے واسطے مسلمان سرداروں نے گشت کرنا شروع
کیا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی گشت کر رہے تھے کہ انہوں نے ایک شخص
رومی کو دیکھا انہوں نے چاہا کہ پیش قدمی کر کے اس کو پکڑ لیویں۔ مگر وہ بولا اچھا ٹھہرو
میں روماس حاکم بصرے کا ہوں مجھ کو خالد کے پاس لے چلو۔ خالد کے پاس پہنچکر
اس نے کہا کہ اے امیر لشکر مسلمانوں کے میری قوم نے مجھ کو نکال دیا اور کہا کہ
تو اپنے مکان میں بیٹھ رہ ورنہ ہم تجھ کو مار ڈالیں گے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔
جب رات ہوئی تو میرے نوکروں اور اولاد نے میرے حکم بموجب شہر پناہ کو کھود کر
اس میں ایک دروازہ کھولدیا پس اس رستہ سے میں تمہارے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ
تم اپنے معتبر آدمی میرے ساتھ بھیجو اگر خدا کو منظور ہوگا تو وہ شہر پر قابض ہو جاوینگے ؀
خالد نے اس کی تجویز کو منظور کیا اور عبدالرحمن کو حکم دیا کہ ایک سو معتبر سوار لیکر
روماس کے ساتھ جاوے۔ عبدالرحمن نے حکم کی تعمیل کی اور آدھی رات کو دیوار
کے سوراخ کے ذریعہ سے روماس کے مکان میں داخل ہوئے یہاں انہوں نے
خوب کھانا کھایا اور رومیوں کا لباس پہن لیا۔ عبدالرحمن نے اپنے ساتھیوں
کے چار حصے کر کے ان کو شہر کے چاروں کناروں میں تقسیم کر دیا اور ہر
کنارے میں پچیس سوار مقرر کئے اور ان کو حکم دیا کہ جسوقت ہماری تکبیر کی
آواز سنو تم بھی تکبیر کہو۔ پھر اس نے روماس کو کہا کہ اس سردار کے مکان
پر چلو جو اس دن لڑائی سے بھاگ آیا تھا۔ چنانچہ روماس اور وہ پچیس سوار
لیکر چپ چاپ شہر کے کوچوں میں گزرے۔ بدبخت اہل بصرہ گہری نیند
سوئے ہوئے تھے مگر بعض مجروح سپاہیوں کی گریہ وزاری کی آواز سنائی دیتی
تھی اور کچھ مصیبت زدہ عورتیں گریہ و شیون کر رہی تھیں ؀
جب دروازہ قلعہ پر اچانک پہنچے تو پہرہ داروں نے سمجھا کہ اپنے ہی آدمی

کیفیت کر کے آئے ہیں اسواسطے گورنر کے کمرے میں داخل ہونے میں اُنہوں نے کچھ روک ٹوک نہ کی۔ روماس نے پہلے اندر جاکر حاکم کو کہا کہ ایک دوست ملاقات کیواسطے آیا ہے۔ چلئے اُن کا استقبال کیجئے ✧

وریجان ۔ سختی ہو تجھ پر وہ کون ہیں !!

روماس ۔ میرا دوست عبدالرحمٰن ابن ابی بکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسواسطے تیرے پاس آیا ہے کہ تیری روح کو جہنم واصل کرے !!

وریجان نے یہ کلام سن کر حملہ کرنا چاہا مگر اُس کے دل نے نہ مانا اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فوراً تلوار کا وار اُس کے شانے پر مارا اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ پھر عبدالرحمٰن نے آواز تکبیر بلند کی اور روماس نے بھی تکبیر کہی اور اصحاب عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بھی آوازیں تکبیروں کی سن کر شہر کے کناروں سے تکبیریں کہنے لگے۔ پھر انہوں نے تلوار کو رومیوں میں رکھا اور قتل کرنا شروع کیا اور خالد بن الولید رضی اللہ عنہ بھی آواز تکبیر سن کر مع اپنے ساتھیوں کے شہر میں پہنچے۔ مرد عورت اور لڑکے مارے خوف کے شور مچانے لگے اور امان طلب کرنے لگے خالد نے اُن کے اوپر سے تلوار کو اوٹھالیا اور اُن کو امان دی ✧

جب فتنہ فرو ہو گیا تو اہل بصرہ نے پوچھا کہ کس شخص کے راہ بتلانے سے تم نے ہمارا شہر فتح کیا۔ خالد نے حیا سے روماس کا نام نہ بتلایا لیکن روماس نے فوراً اُٹھ کر کہا کہ اے دشمنان خدا میں نے بلحاظ خوشنودی خدا اور بغرض جہاد کے راہ بتلائی۔ اہل بصرہ نے کہا کیا تو ہمارے طریق پر نہیں ہے روماس نے کہا کہ اے میرے اللہ نہ کر تو مجھ کو ان لوگوں سے میں منکر صلیب اور اُس کی پرستش کرنیوالوں کا ہوں۔ میں نے یہ کام واسطے رضامندی اللہ اور ثواب و غرض جہاد کرنے کے تم پر کیا ہے راضی ہوں میں اور کیا میں نے اللہ تعالےٰ کو پروردگار

اپنا اور اسلام کو دین اپنا اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اپنا اور کعبے کو قبلہ اپنا اور قرآن کو پیشوا اپنا اور مسلمانوں کو بھائی اپنا ✦

یہ سن کر وہاں کے لوگ روماس سے ناراض ہوئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اسکو جیتا نہ چھوڑینگے - روماس نے خالد بن الولید سے کہا کہ میں ان لوگوں کے درمیان نہیں رہونگا جہاں تم جاؤگے میں بھی تمہارے ساتھ چلونگا اور جب کل ملک شام میں تمہارا دخل ہوجائیگا پھر اپنے وطن کو آؤنگا۔ کہتے ہیں کہ روماس شام کی کل لڑائیوں میں لڑتا اور جہاد کرتا رہا۔ جب ملک شام فتح ہوگیا تو ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے کہنے کے بموجب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں روماس کو بصرے کا حاکم مقرر کردیا۔ اور وہ تھوڑے دن حکومت کرکے ایک بیٹا چھوڑکر مرگیا روماس کی بیوی نے بھی دین اسلام قبول کرلیا تھا ✦

دمشق کا محاصرہ

بصرہ کو فتح کرکے مسلمانوں کا حوصلہ بہت بڑھ گیا اور اب خالد نے دمشق فتح کرنیکا ارادہ کیا چنانچہ اُس نے ایک خط فتح بصرہ کا ابو عبیدہ کو لکھا اور اُس میں یہ بھی لکھا کہ میں دمشق کی طرف جاتا ہوں تم وہاں مجھ سے آملو اور ایک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ پھر آپ بجانب دمشق کوچ کرکے ایک گاؤں میں جس کو ثنیہ کہتے ہیں پہنچکر مقام کیا۔ اور اپنے نشان کو جس کا نام رایت العقاب تھا گاڑدیا پس اُس جگہ کا نام ثنیۃ العقاب رکھا گیا ✦

پھر وہاں سے بجانب غوطہ کوچ کیا اور ایک دیر میں اُترے جو ابتک دیر خالد کے نام سے مشہور ہے۔ دمشق ایک نہایت پرانا اور خوبصورت شہر ایک ایسے پرفضا اور زرخیز میدان میں واقع تھا کہ چاروں طرف اس کے باغ اور گلزار نظر آتے تھے کوہ لبین اور دیگر پہاڑیوں کا نظارہ آنکھوں کو تروتازہ اور دل کو شاداب کرتا تھا۔ اس شہر میں شراب ریشم اور عجیب وغریب عطریات کی بکثرت تجارت ہوتی تھی۔ کھیت ہمیشہ خوشبودار پھولوں سے معطر تھے اور دمشق کا گل گلاب ایک عالم میں مشہور ہے۔ قدیم زمانہ کا یہی ایک پرانا شہر رہ گیا ہے۔ جس میں ابتک پچھلے آثار پائے جاتے ہیں۔ شہر کے گرد دور تک کرنا مہک رہا ہے اور بڑے بڑے لمبے درخت انجیر کے نظر آتے ہیں انار اور نارنجی بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں دیکھو ندی نالے بہتے ہیں۔ اور ایک سرسبز چراگاہ کو چھوڑ کر دوسری تک پہنچنے میں ضرور چھوٹے چھوٹے پلوں یا پایاب پانی میں سے ہوکر گزرنا پڑتا ہے تلواریں اور کٹاریں یہاں لاثانی بنتی ہیں۔

خالد کے پاس اسوقت کل پندرہ سو سوار تھے جو عراق سے اُس کے ساتھ آئے تھے اس کے علاوہ شرجیل کی فوج بھی تھی۔ مگر وہ ساری فوج شام کا سپہ سالار تھا اس نے ابوعبیدہ کو لکھا کہ اپنی سینتیس ۳۷ ہزار فوج کو لیکر اُس کے ساتھ آملے۔

مسلمان بیچارے صحرا اور بیابانوں کے رہنے والے تھے دمشق کا زرخیز میدان دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے۔ دریا کے کناروں پھولدار کھیتوں اور شگفتہ باغات میں پھر کر وہ سمجھنے لگے کہ بہشت میں آپہنچے جس کا وعدہ رسول اللہ صلعم نے سچے دینداروں کے ساتھ کیا ہے اور جس وقت دمشق کے عبادت خانے اور برج نظر پڑے تو وہ خوشی کے نعرے بلند کرنے لگے۔

جس وقت اہل عرب شہر دمشق کی طرف بڑھ رہے تھے شہنشاہ ہرقل

اُس وقت انطاکیہ میں تھا۔ اُس نے سمجھا کہ خالد کی فوج ایک لٹیروں کا جتھا ہے لوٹ مار کر کے خود ہی چلے جائینگے شہر میں خلل انداز ہی کا کوئی خوف نہیں کیونکہ یہ بہت آباد مضبوط اور محفوظ ہے۔ اسواسطے اُس نے صرف اتنا کیا کہ کلوض نام ایک سردار کو پانچ ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کی کمک کیواسطے بھیجدیا ٭

کلوض کوچ بہ کوچ آرہا تھا کہ اُس نے دیکھا کہ لوگ قلعوں میں پناہ گزین ہو رہے ہیں اور اپنی حفاظت کا انتظام کر رہے ہیں۔ جب وہ بعلبک میں پہنچا تو وہاں کے لوگ اور عورتیں منہ پیٹتی اور بال نوچتی ہوئی مثل فریادیوں کے اس کے پاس آئیں اور بیان کیا کہ اہل عرب نے ارکہ وتدمر وحوران وبصرے کو فتح کر لیا ہے ملک کو انہوں نے تباہ کر دیا ہے اور کوئی اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ دمشق کو کون بچائیگا ٭

کلوض نے پوچھا کہ حملہ آور کی فوج کتنی ہے ٭

اُن کو صرف خالد کی فوج کا حال معلوم تھا پس جواب دیا کہ پندرہ سو سوار۔ کلوض نے کہا ڈرو مت حوصلہ کرو تم دیکھو گے تھوڑے دنوں میں میں خالد کا سر کاٹ کر اس برچھی پر لاؤنگا ٭

پھر وہاں سے کوچ کر کے بجانب دمشق روانہ ہؤا اور دمشق کا سردار جو ہرقل کی طرف سے مقرر تھا اُس کا نام عزرائیل تھا اور وہ رومیوں کے نزدیک بہت عزیز تھا اور اس کے ساتھ تیس ہزار سوار اور پیدل تھے۔ جب کلوض دمشق میں پہنچا تو وہاں کے روساء اور سرداروں نے بادشاہ کا وہ فرمان پڑھا جس میں کلوض مسلمانوں کے مقابلہ کے واسطے مامور ہؤا تھا۔ کلوض نے اہل دمشق سے کہا کہ میں دشمن کو تمہارے شہر سے نکالدونگا بشرطیکہ تم عزرائیل کو اپنے شہر سے نکالدو لوگوں نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کلوض اور عزرائیل کے درمیان عداوت قلبی ہوگئی اور شہر میں فساد مچ گیا ٭

اِتنے میں خالد چالیس ہزار فوج جرار لیکر میدان میں کوچ کرتا ہُوا سامنے نظر آیا لوگوں نے مارے خوف کے بحث اور تکرار کو بالائے طاق رکھا۔ اور دونوں حاکم بہت سی فوج قلعہ سے لیکر حملہ آوروں کے مقابلہ کیواسطے باہر نکلے ؛

دونوں فوجیں میدان جنگ میں صف آرا ہوئیں۔ اسلامی فوج کے سامنے خالد اور اُس کا بھائی ضرار بن الازور زرہ بکتر لگائے کھڑے تھے ضرار بن الازور ایک شریف النسل عربی گھوڑے پر سوار تھا اور اُسکے ہاتھ میں ایک بھاری نیزہ پکڑا ہُوا تھا شکل اور شباہت سے وہ پکا سپاہی معلوم ہوتا تھا خالد نے اُسکو کہا کہ اختیار کرو تم راہ اپنے باپ کی اور اپنی قوم کی اس معاملے میں اور مدد دو تم اللہ کے دین کو کہ مدد دیگا اللہ تعالےٰ تمکو ڈالدو تم رعب رومیوں میں اپنے حملے سے اور جنبش میں لاؤ اُن کے لشکر کو اپنی شجاعت سے ؛

یہ سنکر ضرار بن الازور اپنی تھوڑی سی جمعیت کو لیکر مسلمانوں کے لشکر سے نکلے اور حملہ کر کے اُنہوں نے رومیوں کی صفوں کو درہم برہم کر دیا۔ اس حملہ میں چار سوار رومی کام آئے۔ پھر اُنہوں نے پیدلوں پر حملہ کیا اور اُن میں سے چھ کو مار ڈالا۔ اور کئی ایک کو پاؤں میں روند ڈالا۔ اور اگر رومی تیر اور پتھر نہ چلاتے تو ضرار اُن کے مقابلے سے نہ پھرتے۔ جب ضرار بن الازور اپنی لشکر میں واپس آئے تو خالد بن الولید اور مسلمانوں نے اُن کا شکریہ ادا کیا ؛

پھر عبدالرحمان بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ زرہ پہن کر لشکر سے نکلے اور اُنہوں نے ضرار کی طرح حملہ اور قتل کفار کر کے معاودات کی ؛

پھر خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے خود حملہ کیا اور طرفہ اپنی نیزہ بازی اور شجاعت کا رومیوں کو دکھلایا اور اُنکو تعجب میں ڈالا۔ رومی سردار حکوص پر حملہ کر کے اُسکو پیچھے ہٹا دیا۔ اور دس رومی اس حملہ میں کام آئے دوبارہ پھر میدان جنگ میں آئے اور رومیوں کو بلایا کہ آؤ کوئی میدان جنگ میں مقابلہ کیواسطے لیکن کوئی اُن میں کا لشکر سے نہ نکلا ؛

اس وقت بھی رومی سرداروں کے درمیان جھگڑا برابر رہا۔ حکوص کہتا تھا کہ تو مقابلہ کیواسطے نکل اور عزرائیل کہتا تھا کہ بادشاہ نے تمکو لشکر کا سردار مقرر کرکے اہل عرب سے لڑنے کو بھیجا ہے پس بچانا شہر اور رعیت کا تیرے ذمے ہے۔ آخر حکوص کو پہلے مقابلے کیواسطے نکلنا پڑا۔ اور خالد اور اُسکے درمیان بہت سخت لڑائی ہوئی۔ خالد نے اپنے گھوڑے کو اُس کے گھوڑے کے قریب کیا اور اُسکے نیزے کو بیکار کردیا پھر اپنے چھوٹے نیزے کو دائیں جانب سے بائیں طرف پھیر کر اُسکے حلق میں مارا۔ پھر اسکو اپنے ہاتھ سے کھینچ لیا اور زین اسپ سے اسکو جدا کر لیا اور قید کرکے لشکر اسلام میں لے گیا مسلمانوں نے مارے خوشی کے فتح کے نعرے بلند کئے ؛

اس کے بعد پھر خالد بن الولید اپنے گھوڑے سے اُتر کر ایک شہری پر سوار ہوئے اور رومیوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ دیکھکر ضرار بن الازور نے اُن سے کہا کہ تم بہت محنت اُٹھا چکے ہو اب مجھکو اجازت ہو کہ جبتک تم آرام حاصل کرو میں تمہاری طرف سے حملہ کردوں۔ خالد بن الولید نے کہا کہ اے ضرار راحت اور آرام صرف عالم آخرت میں ہے جو آج محنت اور مشقت کرے گا وہ کل راحت حاصل کریگا ؛

یہ کہکر متوجہ حملہ ہوئے اور حکوص نے چلا کر کہا کہ میں تم سے کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔ خالد بن الولید پلٹ آئے اور روماس سے انہوں نے پوچھا کہ یہ شخص کیا چاہتا ہے پس روماس نے اُسکے ساتھ ایک ساعت باتیں کیں۔ اور خالد بن الولید سے کہا کہ یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ میں مصاحب بادشاہ کا ہوں اور بادشاہ نے پانچ ہزار سوار میری ہمراہ کرکے مجھ کو تمہارے مقابلے کیواسطے بھیجا تھا اور میرے اور عزرائیل حاکم دمشق کے درمیان جھگڑا ہوا اور تم نے مجھکو پکڑ لیا پس میں تم کو تمہارے دین کی قسم دلاتا ہوں کہ اگر عزرائیل تمہارے مقابلہ کیواسطے آوے تو اُس کو باقی نہ چھوڑنا اور اگر وہ مقابلہ کیواسطے نہ آسکے تو

تم تھوڑا اس کے ساتھ مقابلہ کرو اور اس کو مار ڈالو کیونکہ وہ سردار قوم ہے جب تم انہیں کو مار ڈالو گے تو تم دمشق کے حاکم ہو جاؤ گے۔

خالد بن الولید نے روماس سے کہا کہ اس سے کہدو کہ میں کسی منکر اور اس شخص کو جو اللہ تعالے کیواسطے بیٹا قرار دیتا ہے۔ باقی نہ چھوڑونگا پھر آگے بڑھکر عزرائیل کو مقابلہ کیواسطے بلایا۔ یہ سنکر عزرائیل نے زرہ بکتر لگائے اور ہتھیار پہن کر فوراً میدان جنگ میں آموجود ہوا۔

مدت تک میدان کارزار گرم رہا۔ طرفین نے شجاعت کی داد دی اور خالد اپنے دشمن کی بہادری دیکھکر عش عش کرتے تھے۔

خالد "تیرا نام کیا ہے۔ تیرا نام عزرائیل ہے"

عزرائیل "ہاں میرا نام عزرائیل ہے"

خالد "قسم خدا کی جس کے نام پر تیرا نام رکھا گیا ہے۔ وہ تجھ پر غصے میں ہے اور تیری جان کو نکالنے کے واسطے پہنچا ہے۔ پس تو تیار رہو۔

از سر نو پھر لڑائی شروع ہوئی۔ عزرائیل کا گھوڑا نہایت تیز رو تھا۔ وہ شکست کا بہانہ کر کے بھاگ نکلا۔ اور خالد بن الولید نے اسکا پیچھا کیا۔ انکا گھوڑا تھک کر پسینے میں تر ہو گیا اور وہ گھوڑے سے اتر پڑے۔ عزرائیل نے موقعہ پاکر خالد پر حملہ کیا مگر خالد نے ایک ضرب قوی مار کر اسکے گھوڑے کی کوچیں کاٹ ڈالیں اور وہ گھوڑے سے گر پڑا اور اپنے لشکرگاہ کیطرف بھاگا۔ خالد بن الولید نے اسکا پیچھا کیا اور مغلوب کر کے گرفتار کر لیا۔

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ عزرائیل کی فن سپاہ گری کے قایل تھے۔ مگر اسکو کافر سمجھکر اس سے نفرت کرتے تھے۔ انہوں نے عزرائیل اور حاکم حمص دونوں کو بلایا اور باہم یکجا کر کے کہا کہ عیسائیت کو چھوڑدو اور دین اسلام قبول کرو انہوں نے نہ مانا آخر ان کے سر کاٹ کر فصیل شہر پر لٹکائے گئے۔ کہ لوگوں کو عبرت ہو۔

باب ہفتم

دمشق کا محاصرہ اور ضرار کی بہادری

دمشق کا محاصرہ برابر جاری رہا۔ دو حاکموں کے چلے جانے سے لوگ خوف زدہ ہو گئے اور آئے دن کی لڑائیوں نے اہل قلعہ کی تعداد کم کر دی۔ بڑے بڑے جنادر لڑائی میں مارے گئے آخر کار سپاہی باہر نکلنے سے بند ہو گئے اور شہر بالکل محصور ہو گیا۔ نصف فوج لیکر خالد مشرقی فصیلوں کیطرف بڑھے اور باقی نصف لیکر ابو عبیدہ غربی فصیلوں میں مقیم ہو گئے اسوقت اہالیان شہر نے خالد کو رشوت دینی چاہی مگر انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ یا دین اسلام قبول کر دیا جزیہ دو ورنہ لڑو اور لڑکر قعر ہلاکت میں گرو۔

اہل عرب اس طرح شہر کے گرد لشکر ڈالے ہوئے تھے۔ کہ ایک دن اچانک فصیل شہر کے اندر خوشی کے نعرے بلند ہوئے۔ اہل عرب سخت متعجب ہوئے اور انہوں نے حال دریافت کرنے کے واسطے جاسوس بھیجے معلوم ہوا کہ اہل شہر کی کمک کیواسطے ایک فوج عظیم آ رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب آدھی رات ہوئی تو محصورین نے تنگ آکر ایک آدمی کو فصیل سے اوتارا اور بمقام انطاکیہ اُس کو شہنشاہ کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ اُسکو سارے حال سے مطلع کرے جب ہرقل بادشاہ کو خبر ہوئی کہ اہل دمشق کی ایسی خوفناک حالت ہو گئی ہے۔ تو اُس نے ایک لاکھ فوج اُن کی کمک کیواسطے روانہ کی اور وردان کو جو ایک تجربہ کار سپہ سالار تھا اُسکا سردار مقرر کیا۔

خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اپنے مقام سے سوار ہوکر بجانب باب الجابیہ ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس گئے اور اُن سے مشورہ کیا اور کہا کہ اے امین الامتہ میری رائے یہ ہے کہ ہم سب یہاں سے اجنادین کو کوچ کریں۔ اور وہاں اُن

سے لڑیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا کہ یہ بات میری رائے کے خلاف ہے اگر ہم یہاں سے کوچ کر جائینگے تو اہل دمشق کو قوت حاصل ہو جائیگی اور کھانے پینے کی چیزیں اکٹھی کر لیوینگے اور ہم لوگ ان مقامات پر نہ آسکیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں سے نہ جاویں۔ اور محاصرے کو برابر جاری رکھیں اور کسی لائق افسر کو ایک دستہ فوج دیکر اس فوج کے روکنے کیواسطے بھیجیں جو بڑھتی چلی آرہی ہے۔

خالد نے اُن کے حکم کی تعمیل کی اور ضرار کو جو موت سے بیخوف اور فن سپاہ گری سے خوب واقف اور تجربہ کار بہادر تھا اس کام پر مامور کیا اور ایک ہزار برگزیدہ سوار اس کے ساتھ کیے کہا کہ دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو کیونکہ خدا کا یہ حکم نہیں ہے۔ دشمن کی فوج جو آگے بڑھی چلی آرہی ہے اسکو خوب بہادری سے پس پا کرو۔

ضرار بن الازور ہوشیاری تمام مسلح ہوئے اور چاہا کہ فوراً روانہ ہو جاویں مگر خالد نے کہا کہ ذرا نرمی سے کام لو تاکہ تمہارے ساتھی اکٹھے ہو جاویں۔ ضرار بن الازور جلدی کر کے فوراً روانہ ہوئے اور بیت لھیا تک پہنچے اور یہ وہ مقام ہے جہاں آذر بت تراش بت بنایا کرتا تھا اور وہاں پہنچکر ٹھہر گئے اتنے میں اُن کے ساتھی بھی آملے۔ پھر ضرار نے دشمن کے لشکر کی طرف دیکھا کہ بیشمار فوج پہاڑ کی گھاٹی سے اترتی چلی آرہی ہے اور لوگوں نے زریں لباس پہنے ہوئے ہیں۔ صحابہ رسول اللہ صلعم یہ حال دیکھ کر کہنے لگے کہ بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ پلٹ چلیں۔ ضرار نے کہا کہ میں ہرگز پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگوں گا کیونکہ اگر میں ایسا کروں گا تو اللہ تعالے کا گنہگار اور نافرمانبردار ٹھہرونگا رافع بن عمرۃ الطائی نے کہا کہ اے مسلمانوں ان گبروں سے کیوں ڈرتے ہو۔ اللہ تعالے ہر حال میں ہماری مدد کرتا رہا ہے۔ اور ہماری فوج قلیل بجماعت کثیر سے لڑتی رہی ہے۔ پس رافع بن عمرۃ الطائی کے کلام نصیحت آمیز سے مسلمانوں کے دل جنبش میں آئے

اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالٰی ہمکو بھاگتے ہوئے نہ دیکھے البتہ ہم دشمنان خدا سے لڑیں گے۔
اس کے بعد ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ ضرار بن الازور نے دشمن کو قلب لشکر میں دیکھ کر
حملہ کیا اور دائیں طرف جو آدمی تھا اُس کو مار گرایا اور ایک نیزہ اس سوار کو مارا
جو نشان فوج کا اُٹھائے تھا۔ ضرار کے کئی ساتھی نشان کو پکڑنے کی خاطر اپنے
گھوڑوں سے کود پڑے۔ یہ صلیب قیمتی جواہرات سے مرصع تھی اور وردان
چاہتا تھا کہ گھوڑے سے اُتر کر یا رکاب میں جھک کر صلیب کو اُٹھا لیوے مگر
ضرار کے سامنے اُس کی کچھ پیش نہ گئی۔ فتحمند بہادر صلیب کو پکڑ کر لے گئے۔ لیکن
ضمران بن وردان نے ضرار بن الازور کے پاس پہنچکر ایک نیزہ ان کی بائیں جانب
میں مارا اور ان کو سست کر دیا۔ پس انہوں نے وردان کے بیٹے پر حملہ کر کے
اور ایک نیزہ اُس کے دل پر لگا کر اُس کو خاک میں ملا دیا اور جب ضرار نے نیزے
کو نکالا تو نیزہ بدن چھل کے نکلا۔ یہ دیکھ کر رومی در پے قتل ضرار بن الازور
ہوئے اور ان کو گرفتار کر کے لیگئے۔ ضرار کو جب مسلمانوں نے دشمن کے ہاتھ
میں دیکھا تو یہ امر اُن پر بہت شاق گزرا اور وہ اُس کے چھوڑانے کیواسطے
سخت لڑائی لڑے لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی آخر بھاگنے کا ارادہ کیا اتنے میں
رافع بن عمیرۃ الطائی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے لوگو جو حافظ اور
حامل قرآن شریف کے ہو کہاں جاؤ گے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جو شخص جہاد
سے پیٹھ پھیریگا وہ اللہ تعالٰی کے غضب میں مبتلا ہوگا اور حال یہ ہے۔ کہ
بہشت میں دروازے ہیں کہ وہ سوائے مجاہدین اور صابرین کے اور کسی کے
واسطے نہیں کھولے جاتے ہیں۔ صبر کرو صبر کرو اے حامیان دین۔ اور حملہ کرو
تم بندگان صلیبان پر اور آگاہ ہو کہ میں تمہارے ساتھ اور تمہارے آگے ہونگا۔
اور اگر تمہارے سردار ضرار بن الازور گرفتار ہو گئے یا مار ڈالے گئے پس اللہ تعالٰی

تو زندہ ہے اور نہیں مرا اور وہ تم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ یہ سُنکر مسلمانوں نے رافع بن عمیرۃ الطائیؓ کے ہمراہ رومیوں پر حملہ کیا اور بہتوں کو مار ڈالا اور بہت بہادر وں سے لڑے۔ خالد کو جب خبر پہونچی کہ ضرار بن الازور گرفتار ہو گئے اور بہت مسلمان مارے گئے تو اُن پر یہ ماجرا نہایت سخت گزرا اور وہ فوراً اشعار رجز پڑھتے ہوئے بہت سی فوج لیکر ضرار کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے۔

رافع بن عمیرۃ الطائیؓ اور اُن کے ہمراہی رومیوں کے ساتھ نہایت استقلال سے لڑ رہے تھے کہ اتنے میں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لیکر کمک کو پہنچ گئے اُنہوں نے پہنچتے ہی رومیوں پر وسط لشکر میں حملہ کر دیا اور بہت سے رومیوں کو ہلاک کر ڈالا۔ دائیں بائیں سب جگہ اُنہوں نے ضرار کو تلاش کیا۔ مگر کچھ نشان نہ ملا خولہ بنت الازور نے اس موقع پر نہایت شجاعت دکھائی۔ آخر ایک قیدی کی زبانی معلوم ہوا کہ گرفتار نی قیدی کو جمعیت ایک سو سوار کے حمص لے گئے ہیں۔ خالد نے فوراً ایک سو سوار کے ساتھ رافع بن عمیرہ کو تعاقب میں روانہ کیا۔ اُنہوں نے بہت جلد رومیوں کو پکڑ لیا۔ اور بہت سخت حملہ کرکے کئی ایک کو تہ تیغ کر دیا۔ جو بچ رہے وہ جان بچا کر بھاگ گئے اور ضرار کو پیچھے چھوڑ گئے۔ حال یہ تھا کہ وہ رسیوں کے ساتھ اپنے گھوڑے پر جکڑا ہوا تھا۔

جس وقت رافع اور ضرار اسلامی لشکر میں واپس آئے تو اُنہوں نے دیکھا کہ خالد نے وردان کی تمام فوج کو بھگا دیا تھا۔ دستہ دستہ فوج دشمن کو شکست ہوئی اور ہزار ہا رومی میدان جنگ میں قتل ہوئے لوٹ کا بہت سامان واسباب خزانہ ہتھیار اور گھوڑے فتحیاب قوم کے ہاتھ آئے اور خالد لڑائی سے چھوڑ کر لیکن فتح کی خوشی سے بھرپور دمشق کا محاصرہ کرنے کے واسطے تیار ہوئے۔

باب ہشتم

دمشق کا محاصرہ اور مسلمان عورتوں کی شجاعت

جب ہرقل کو وردان کی شکست اور اُس کے بیٹے کے مارے جانے کی خبر پہنچی تو اُس کو یقین ہو گیا۔ کہ اب میری سلطنت تباہ ہو جاویگی۔ اُنہوں نے فوراً نوے ہزار فوج فراہم کر کے اجنادین کیطرف روانہ کی اور وردان کو اس کا سردار مقرر کیا۔

خالد نے ابو عبیدہ کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ دمشق کا محاصرہ اوٹھایا جاوے اور ایک دم ہیں اجنادین میں دشمن کو گھیر لیا جاوے۔ پس اس مطلب کیواسطے خالد نے تمام مسلمان سرداروں کے نام نامے ارسال کئے۔ اور عمرو بن العاص کو یہ خط لکھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بعد سلام و نیاز کے واضح ہو کہ تمہارے بھائی مسلمانوں نے ارادہ روانگی بجانب اجنادین کے کیا ہے اسواسطے کہ وہاں نوے ہزار فوج دشمنوں کی ہے جو قصد آنے کا ہماری طرف رکھتی ہے بغرض بجھانے نور اللہ تعالےٰ کے اپنی منہوں سے حالانکہ اللہ تعالےٰ پورا کرنے والا ہے اپنے نور کا اگرچہ کافر لوگ اُس کو برا جانیں پس جس وقت پہنچے۔ یہ خط میرا تمہارے پاس پس جو مسلمان تمہارے ساتھ ہیں اُنکو لیکر اجنادین میں آؤ کہ تم ہم کو وہیں پاؤ گے اگر چاہا اللہ تعالےٰ نے اور سلامتی ہو تم پر اور تمہارے ساتھی مسلمانوں پر"

یہ خط لکھکر اُس نے حکم کوچ کا دیا اور دمشق سے ہاتھ اوٹھا کر اجنادین کا رخ کیا۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں لشکر کے اسباب اور عورتوں کے ساتھ رہوں اور تم لشکر کے آگے رہو۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ آپ اسوقت کل لشکر کے سردار ہیں آگے آپ چلئے میں پیچھے رہونگا۔ پیدا ابو عبیدہ

اسباب مال غنیمت عورات اور بچوں کی ہمراہ پیچھے ہو لئے ؛
جب اہل قلعہ دمشق کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے دمشق کو چھوڑ کر کوچ کر دیا ہے
تو وہ فوراً نکل پڑے اور دو بھائی بطرس اور بولص اُن کے سردار تھے ۔ اول الذکر کی
ماتحت دس ہزار فوج پیادہ تھی اور بولس چند ہزار سوار کا سردار تھا۔ جو فوج
مسلمانوں کے پیچھے تھی اُس کو انہوں نے آگھیرا اور بولص نے اپنے رسالہ کے
ساتھ قلب لشکر اسلام میں حملہ کر کے کئی ایک کو تہ تیغ کیا بہتوں کو گھوڑوں کے
پاؤں کے نیچے روند ڈالا اور ساری فوج کو پراگندہ اور تتر بتر کر دیا اس اثناء میں
بطرس نے اپنی فوج پیادہ کی مدد سے تمام سامان لشکر مال و اسباب اور غنائم کو جمع
کر لیا اور بہت سی عورتوں کو گرفتار کر کے دمشق کی طرف روانہ ہو گیا ؛
جب اس حملہ کی خبر خالد کو پہنچی اُس نے فوراً ضرار و عبد الرحمن ۔ اور رافع ابن عبیدہ
کو دو دو سو سوار کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا اور خود فوج خاص کے ہمراہ رہا ؛
ضرار اور اُس کے ساتھیوں نے ایک دم میں لڑائی کا رنگ بدل دیا۔ بولص
اور اُس کے رسالہ کو شکست ہوئی اور اتنے آدمی قتل ہوئے کہ منجملہ چھ ہزار کے ایکسو
سے زیادہ کوئی اُن میں سے بچ کر نہیں پھرا۔ خود بولص اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور
اُس نے چاہا کہ پیدل ہو کر بھاگ جاوے مگر آخر کار گرفتار ہو گیا ؛
جب اصحاب مسلمانوں کو خبر پہنچی کہ اُن کی عورات کو دشمن گرفتار کر کے لے گئے
ہیں۔ تو اُن کا سارا عیش منغص ہو گیا اور ضرار بن الازور کو یہ حال سنکر سخت
رنج ہوا۔ کہ اُن کی بہن خولہ بھی اہل روم کے قیدیوں میں ہیں۔
اُنہوں نے بیان کیا ہے کہ جب بطرس برادر بولص عورات عرب کو پکڑ لے
جا کر اپنے بھائی کا حال دیکھنے کے واسطے نہر استریاق پر ٹھہرا تو اُس نے
عورتوں کو اپنے سامنے بلا لیا۔ اُس کی نظر میں خولہ بنت الازور سب سے بڑھکر اور

کوئی خوبصورت عورت نظر نہ آئی۔ کہنے لگا یہ خاص میرے واسطے ہے اور یہ اس کے واسطے
پھر اُنہوں نے مال لوٹ کا جمع کیا اور عورتوں کا حال یہ تھا کہ اُن میں بوڑھی عورتیں
قوم حمیر اور اولاد عمالقہ اور تبابعہ سے تھیں۔
جب عورتیں یکجا جمع ہوئیں تو خولہ بنت الازور نے اُن سے کہا اے بیٹیاں حمیر
اور باقی نام و نشان تبع کی آیا راضی ہو تم اس امر میں کہ غالب ہو جاویں تم پر گبران روم کے اور
ہو تم خدمت کنندہ اہل شرک کی پس کہاں گئی اور کیا ہوئی وہ شجاعت تمہاری دانشمندی جسکا
چرچا اور مذکور مجالس عرب میں ہوتا تھا اور میں تمکو اس امر میں کنارہ کش دیکھتی آئی اور میں تمہارا
سب کا مارا جانا آسان دیکھتی ہوں اس مصیبت اور فضیحت گذاری اہل روم سے ✤
یہ سن کر وہ بول اُٹھیں کہ اے بنت الازور ہماری شجاعت اور عقل اور
معاملات لڑائی اور سوار کاری کو ایک عالم جانتا ہے۔ لیکن ہم کریں تو کیا
کہ نہ ہمارے پاس گھوڑا ہے اور نہ تلوار نہ نیزہ ہے نہ کمان۔
خولہ بنت الازور نے کہا اے بیٹیاں تبابعہ کی خیموں کے چوبیں تو ہیں آؤ
اُن کو لیکر ہم دشمنان خدا پر حملہ کریں۔ اللہ ہماری مدد کریگا اور اُن پر غالب کریگا
یا پھر بہتر ہے کہ ہم سب مار ڈالی جاویں تاکہ راحت پاویں اس شرم اور عار سے۔
عفیرہ بنت غفار نے کہا کہ قسم ہے خدا کی تم نے بہت ٹھیک بات کہی ہے
اس سے بہتر اور کوئی تجویز نہیں ہو سکتی ہے۔
پھر ہر ایک عورت نے ایک ایک چوب خیمے کی اُٹھائی اور یکبارگی شور کر کے
آدمیوں کے مقابلے کو نکلیں۔ خولہ بنت الازور سب عورتوں کے آگے تھیں اور
ایک چوب خیمے کی اُن کے کاندھے پر تھی خولہ نے اُن سے کہا کہ سب یکجا لڑو اور
کوئی جدا نہ ہو ایسا نہ ہو کہ معرض ہلاکت میں پڑے۔ پھر خولہ آگے بڑھی اور اُس نے
ایک آدمی کے سر پر ایک ایسی چوب ماری کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور مر گیا ✤

یہ شعر سُن کر بطرس اپنی عیش میں مست خیموں سے نکلے اور انہوں نے آتے ہی
مجبورتوں کو گھیر لیا۔ جو کوئی اُن عورتوں کے پاس جاتا ایک ایسی چوب کھاتا کہ پھر دوبارہ
اُس کو ہوش نہ آتی تھی۔ کہتے ہیں اس طرح ان عورتوں نے تیس سواران رومی مار ڈالے
بطرس خولہ کی شجاعت اور حسن وجمال کو دیکھ کر انگشت بدندان تھا اور اُس نے اپنے
آدمیوں کو حکم دیا کہ کوئی اُس کو ضرر نہ پہنچائے۔ پھر اُس نے کلمات خوشامد آمیز سے
خولہ کے دل میں گھر کرنا چاہا لیکن وہ اُس کو کافر اور کتے کے برابر سمجھتی تھی اور نظر
حقارت سے دیکھتی تھی۔ جب کسی طرح پیش نہ گئی تو اُس نے غصے میں آکر اپنی قوم کو
حکم دیا کہ ان عورات پر حملہ کرو۔ عورتیں اُن کے مقابلے میں صبر کئے ہوئے تھیں کہ
اتنے میں دفعتہً خالد بن الولید رضی اللہ عنہ مع اپنے ساتھیوں کے آپہنچے خالد زرہ بکتر اور سلاح جنگ سے لدا ہوا تھا
لیکن ضرار ننگا ایک بے زین گھوڑے پر سوار تھا اور نیزے کو جنبش دے رہا تھا۔
اُن کو دیکھ کر بطرس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس کے جسم میں لرزہ شروع ہو گیا
اور وہ عورتوں پر حملہ کرنے سے ٹھہر گیا۔ پھر اُس نے کہا کہ اے گروہ عورتوں کے
میرے دل میں تمہارے حال پر شفقت اور مہربانی آتی ہے کیونکہ ہم لوگ بھی ماں۔
بہن۔ بیٹی۔ پھوپھی رکھتے ہیں اور میں صلیب کے صدقے میں تم کو چھوڑ دیتا ہوں پس
جب تمہارے مرد آجاویں تو تم نے اُن کو اس حال سے آگاہ کر دینا یہ کہ کر اُس
نے گھوڑے کا منہ موڑا۔ لیکن خولہ نے اُس کے گھوڑے کے پاؤں میں چوب
مارا اور وہ گر پڑا۔ ابھی زمین پر گرا نہیں تھا۔ کہ ضرار نے دوڑ کر ایک ایسا نیزہ
اس کے چوتڑ میں مارا کہ پار ہو کر دوسرے طرف نکل گیا اور وہ گر کر مر گیا پھر ضرار نے
گھوڑے سے اتر کر بطرس کا سر کاٹ کر اپنے نیزے کی نوک پر لٹکایا اور قتل عام شروع ہوا رومی بھاگ
نکلے اور مسلمانوں نے برابر دمشق تک اُن کا پیچھا کیا مگر کوئی شخص ان کا دمشق سے نہ نکلا اور پلٹ
آئے مسلمان اور انہوں نے مال غنیمت اور گھوڑے اور ہتھیار سب جمع کئے۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد بولص کو گرفتار کر کے خالد کے سامنے لائے اور اس کے بھائی کا خون آلودہ سر اُس کو دکھایا گیا۔ خالد نے اُس کو کہا کہ بہتر ہے تم بھی دین اسلام اختیار کر و ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا جو تمہارے بھائی کا ہوا ہے۔ بھائی کا سر دیکھ کر بولص زار زار رویا اور کہنے لگا کہ اب بھائی کے بعد زندگی کا لطف نہیں ہے۔ مجھ کو بھی اُس کے ساتھ ملا دو۔ خالد نے کہا بہت اچھا۔ سیب بن نجبۂ الفزاری نے اُس کی گردن ماری اور مسلمان روانہ ہو گئے۔

باب ششم

اجنادین کی لڑائی

وردان کی فوج میں اگرچہ نوے ہزار جوان تھے مگر وہ سب کے سب نئے بھرتی کیے ہوئے تھے۔ یہ لشکر اجنادین میں خیمہ زن تھا اور مورخین قدیم بیان کرتے ہیں کہ رومیوں کے لشکر اور ان کی تعداد اور ہتھیاروں کے سامنے لشکر کسریٰ اور فوج جرامقہ بھی مات ہو گئی تھی۔ ریشمی اور سنہری ساز و سامان اور تلواروں کی چمک دمک نے عالم کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔

وردان اس طرح لشکر ڈالے ہوئے تھا کہ ایک دن یکایک اُس نے غبار اُٹھتا ہوا دیکھا۔ جب آگے بڑھے تو ہتھیاروں کی چمک اور کرنائے کا شور سنائی دیا۔ یہ فوج خالد نے مختلف اطراف میں خط روانہ کر کے جمع کی تھی اور اگرچہ اتنے فاصلہ پر تھے۔ مگر دم زدن میں بر سر موقع پہنچ گئے۔

رومیوں کی فوج کو دیکھ کر پہلے تو مسلمان ڈر گئے لیکن خالد نے اُن کو

نشلی نے اور کہا کہ دیکھو کافروں کی یہ اخیر بازی ہے۔ اس دفعہ اگر تم اس فوج کو مغلوب اور عاجز کردوگے تو پھر وہ کبھی سر نہ اُٹھا ئینگے اور تمام ملک شام پر ہمارا قبضہ ہوجائیگا
رات بھر دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے پڑی رہیں اور صبح کو میدان جنگ میں صف آرائے ہوئیں۔
خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تم میں وہ کون شخص ہے۔ جو نگاہ کرے ہمارے واسطے دشمنوں کو اور آزمائش کرے اُن کی تعداد کی
ضرار بن الازور نے کہا کہ یہ کام میں کرونگا۔ خالد بن الولید نے کہا قسم ہے۔ خدا کی کہ یہ کام تمہیں سے ہوگا لیکن اے ضرار جس وقت تمہارا سامنا ہوجاوے دشمن سے تو احتیاط کرو تم اس امر سے کہ قریب میں آجاؤ تم اپنے نفس کے غرور پر اور جرات زائد از طاقت کرو کہ اللہ تعالے نے یہ حکم نہیں کیا ہے ؞
بیردان نے ضرار کو آتا دیکھ کر اپنے سرداروں سے کہا کہ میں ایک سوار کو دیکھتا ہوں کہ وہ آتا ہے اور وہ بیشک سردار قوم کا ہے پس تم میں سے کون اُسکو میرے پاس لاویگا۔ اس کہنے پر تیس سوار رومی بطلب ضرار بن الازور نکلے۔ اور ضرار نے اُن کو آتے دیکھ کر پیٹھ پھیری اور ان لوگوں نے پیچھا کیا اور سمجھے کہ ضرار بن الازور بھاگے جاتے ہیں۔ جب فاصلے پر پہنچے تو ضرار نے اپنے گھوڑے کا منہ ان کی طرف پھیرا اور ان کی طرف نیزے کو راس کیا۔ پھر ایک سوار کو اُن میں سے نیزہ مار کر گرا دیا اُن کے دلوں میں ضرار بن الازور کا رعب سما گیا اور وہ بھاگ نکلے اور ضرار نے پیچھا کر کے سترہ سوار انکے یعد یا تو مار ڈالے یا گھوڑوں سے اتار دئے ؞
اس طرح ضرار بن الازور صحیح و سلامت خالد کے پاس واپس آیا۔ خالد نے سارا حال سنکر اُس کی جرأت اور نافرمانی احکام پر ملامت کی ؞
ضرار نے کہا کہ اُن لوگوں نے سبکے سامنے مقابلہ کیا اور مجھ کو اس بابت

ہو خوف تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کہا گئے اور شکست او ٹھانے نہ دیکھے پس اپنی نیت
خالص نیت سے کوشش کی اور اللہ تعالیٰ نے میری مدد کی اور وجہ یہ کہ غالب کیا
اُن پر۔ اور قسم ہے خدا کی اگر مجھ کو تمہاری ملامت کا ڈر نہ ہوتا تو جب تک کہ میں
کل لشکر پر چارہ نہ کر لیتا کبھی نہ پھرتا اور اے سرداران تو تم کو یہ سب لشکر ہمارا واسطے مال غنیمت
ضرار سے دشمن کی فوج کا حال سن کر خالد نے فوج کا انتظام کیا اور میمنہ میں
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور میسرہ میں سعید بن عامر اور دائیں بازو پر نعمان بن
مقرن اور بائیں بازو پر شرجیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور خود عمرو بن العاص
اور عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ضرار بن الازور اور قیس بن ہبیرہ
المرادی اور رافع بن عمیرۃ الطائی اور مثل ان لوگوں کے غالب فوج میں ٹھیرے
چار ہزار سوار بسرداری یزید ابن ابوسفیان مال و اسباب و عورت کی حفاظت کے واسطے ساتھ میں تھے
اس جنگ عظیم میں صرف مرد ہی شامل نہیں تھے بلکہ ایسی ایسی بہادر اور شریف
عورتیں جیسی کہ خولہ اور عفیرہ اور اُن کی ساتھی بھی شریک تھیں۔ جو ہتھیار اُن کو
مل سکا وہی انہوں نے پہن لیا اور لڑائی میں شامل ہو گئیں خالد بن الولید۔
نے اُن کی بہادری اور جان نثاری کی بہت تعریف کی اور کہا کہ اگر تم
ماری جاؤ گی تو بہشت کے دروازے تمہارے واسطے کھولے جائینگے پھر
اُس نے عورتوں کی فوج کے دو حصے کئے ایک کی کمان خولہ کو دی اور دوسرے
کی عفیرہ کو۔ اور اُن کو کہا کہ اپنے بچاؤ کا خیال رکھنا اور میری فوج کو بھی دیکھتے
رہنا جب دیکھو کہ کوئی مسلمان بھاگ نکلا ہے تو اُس کو بے دین سمجھ کر اُسی وقت
قتل کر دینا۔ پھر اُس نے اپنی فوج کا معائنہ کر کے سب کو کہا کہ لڑ کر جان دیدو
کیونکہ تمہاری بیویوں بچوں عزت حرمت مذہب اور ہر ایک چیز کی جو تم کو پیاری تھی
ہے اس لڑائی میں بازی لگی ہوئی ہے اور اگر بھاگو گے تو کہیں پناہ نہیں ملیگی۔

پھر دونوں فوجوں سے نعرہ ہائے جنگ بلند ہوئے نصرانی حضرت عیسے علیہ السلام کا نام لے کر پکارنے لگے اور مسلمانوں کے لشکر سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہوئے ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ صفوف روم سے ایک شخص بڈھا نکلا اور اُس نے خالد سے پوچھا کہ کیا اس فوج کے سردار تم ہو۔ خالد نے جواب دیا لوگ مجھے اپنا ہی سمجھتے ہیں۔ اُس وقت تک کہ میں طاعت خدا اور طریقہ رسول اللہ صلے اللہ والہ وسلم پر قائم ہوں اور اگر اُن میں مجھ سے کچھ تغیر واقع ہو جاوے تو میری سرداری اُن پر باقی نہ رہے گی۔

بڈھا۔ تم کو کسی نے نہیں چھیڑا ہے۔ تم اور تمہارا لشکر اس عیسائی ملک پر حملہ کرنے کے واسطے آئے ہو لیکن یہ خیال مت کرو کہ تم کو فتح نصیب ہو گی تم سے پہلے اہل فارس اور چرامقدان شہروں میں آئے اور پشیمان ہو کر پھر گئے۔ دیکھو ہماری تعداد مثل چیونٹیوں کے ہے اور سپاہ قواعد دان اور جنگ سے واقف ہے ایسی لڑائی سے تم کو کیا فایدہ ہوگا جس میں آخر تمہارے واسطے شکست ہے اور لاکھوں جانوں کا نقصان ہے۔ بہتر ہے واپس پلٹ جاؤ تاکہ خلق خدا پر کوئی تباہی واقع نہ ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو میں ہر ایک کو تمہارے لشکر سے ایک ایک کپڑا اور عمامہ اور دینار اور تم کو ایک سو دینار اور دس کپڑے اور تمہارے خلیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار دینار اور کپڑے دونگا

خالد حقارت سے۔ یہ ایک ایسے شخص کو تم محض ایک جزو دیتے ہو جو عنقریب تمام ملک کا مالک ہو جائیگا تین باتیں ہم تم کو پیش کرتے ہیں کوئی ایک منظور کر دیا تو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ اور جو ہم کہتے ہیں وہی تم کہو یا جزیہ ادا کر دیا ہمارے ساتھ لڑو گے

یہ جواب سنکر وہ راہب اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ اس موقعہ پر خالد اس قدر خبردار تھا۔ کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ اُس نے کہا کہ ہمارے دشمن کی جمعیت ہم سے دگنی ہے ہم کو چاہئے کہ استقلال اور صبر کو ہاتھ سے نہ

چھوڑیں۔ اور لڑائی کو عصر کے وقت تک بڑھائیں کیونکہ وہ ایسا وقت ہے کہ اس میں
ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فتح اور غلبہ حاصل ہوا ہے ٭
دشمن نے رومی تیراندازوں کو آگے رکھا اور انہوں نے کئی مسلمانوں کو
تیر مار کر ہلاک اور زخمی کر دیا۔ اس پر بھی خالد نے اپنی فوج کو منتشر اسل نہ ہونے دیا
اور حکم دیا کہ کوئی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ آخر ضرار سے نہ رہا جا سکا اس نے تیر اندازوں
پر حملہ کرنے کی اجازت حاصل کی اور اپنی فوج کو لے گھوڑے پر سوار ہو کر زرہ بکتر
پہن کر جھٹ میدان جنگ میں نکلا۔ سب بیچارے ششدر رہ گئے مگر ضرار کی مدد
کو فوج آپہنچی اور طرفین سے بہت خونریزی کے بعد فتح مسلمانوں کی معلوم ہوئی ٭
قتل عام ہونے کو تھا کہ ایک سوار جس کا نام داؤد تھا جیش سے نکل کر آیا اور
مسلمانی سردار کا پتہ پوچھنے لگا۔ خالد نے خیال کیا کہ شاید وہ لڑنے آیا ہے اسواسطے
انہوں نے اپنے نیزے کو راست کیا۔ مگر وہ نصرانی بولا میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اپنے نیزہ
کو ایک طرف کر لو میں لڑنے کے واسطے نہیں آیا ایک پیغام لایا ہوں اور آپ سے وہ کہنی چاہتا ہوں
خالد بن الولید نے اپنے نیزے کو اٹھا لیا اور اس کو زمین پر رکھ لیا۔
اور اس کو کہا کہ کہو کیا کہتا ہے سچ کہنا جھوٹ سے ہرگز کام نہ لینا ٭
داؤد نے میں جو کچھ ہے صاف صاف کہہ دونگا۔ اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں
مجھ کو خوف ہے لیکن تیرے واسطے اس کا سننا نہایت ضروری ہے۔ پہلے
یہ وعدہ کرو کہ تم مجھ کو اور میرے کنبے کو کچھ نقصان نہیں پہنچاؤ گے ؏
خالد نے اس بات کو منظور کیا اور اسے وعدہ کیا کہ تیری جان و مال کو کچھ نقصان نہیں پہنچیگا اپنا پیغام بیان کر
داؤد نے کہا کہ مجھ کو وردان نے تمہارے پاس اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں
اس بات کی التجا کروں کہ لڑائی سے ہاتھ اٹھا لیا جائے تاکہ آدمیوں کا خون
نہ ہو اور کل صبح کے وقت اقرار کیا دونوں فوجوں کے سامنے اس کے ساتھ ملاقات

کر بہ احساس ملاقات میں شرائط صلح قایم ہوں۔ پس یہ میرا پیغام ہے۔ لیکن اسے
خالد خبردار رہنا۔ اس میں دغا اور فریب نظر آتا ہے۔ رات کے وقت اس جگہ کے
پاس جہاں ملاقات ہوگی دس برگزیدہ اور خوب مسلح آدمی متعین ہونگے کہ تجھ کو اچانک
پکڑ کر مار ڈالیں جبکہ کوئی آدمی تیری فوج کا تیرے پاس نہ ہوگا۔ پھر وہ اس جگہ کے
حال بیان کرنے لگے جہاں ملاقات قرار پائی تھی اور دیگر حالات مفصل بیان
کرنے لگا۔ خالد نے کہا۔ بس زیادہ کی ضرورت نہیں۔ تم روان کے پاس واپس جاؤ اور اس کو
کہو کہ مجھ کو اس کی ملاقات منظور ہے ؛

اس وقت لڑائی مسلمانوں کے حق میں تھی اور وہ واپسی کا حکم سن کر ہکے بکے رہ
گئے ابو عبیدہ اور ضرار نے خالد سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ خالد نے سارا حال
بیان کیا جو داؤد کی زبانی اس کو معلوم ہوا تھا اور کہنے لگا کہ میں اکیلا ان کے پاس جاؤنگا
اور تمام سفاکوں کے سر کاٹ کر واپس لاؤنگا۔ ابو عبیدہ نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کہا کہ
کیوں بلا ضرورت اپنی جان کو خطرے میں ڈالتے ہو۔ دس آدمی تم بھی اپنے ساتھ لے جاؤ
کہ ایک کے ساتھ ایک لڑے۔ ضرار نے کہا ان کے مکر اور فریب کی پاداش میں ان کو سزا دینے
کے واسطے صبح تک انتظار کرنیکی کیا ضرورت ہے دس آدمی مجھ کو دیں آج رات ہی
ان کے چھپے ہوئے آدمیوں کو جہنم واصل کرونگا اس بات کی اجازت حاصل کر کے اس نے دس آدمی
نہایت استقلال اور حوصلے والے چن لئے اور ان کو ہمراہ لے کر کمینگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ نزدیک
پہنچکر ضرار نے اپنے ساتھیوں کو مقام کرنے کا حکم دیا اور کپڑے اتار کر اور برہنہ تلوار ہاتھ میں
پکڑ کر چپ چاپ مقام مقررہ پر گیا۔ اس جگہ اس نے دیکھا کہ دس آدمی نہایت گہری نیند
سوئے ہوئے ہیں اور ان کے ہتھیار ان کے سرہانے ہیں یہ دیکھ کر ضرار آہستہ سے
واپس آیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ اور انہوں نے مار دشمنوں کے
چہروں اور گردنوں اور چھاتیوں پر بیٹھ جاگے وہ لوگ مگر اس وقت ضربات

تلواروں نے لے لیا تھا اُن کو۔ پس کاٹ ڈالا اُن کو ٹکڑے ٹکڑے اور فنا کر دیا سب کو پھر لے لئے ہتھیار اور جو کچھ اُن کے پاس تھا اور رات بھر وہیں خدا کا شکریہ ادا کرتے رہے۔

صبح کے وقت دونوں فوجیں میدان جنگ میں صف آرا ہوئیں اور دونوں سرداروں کی گفتگو کا انتظار کرنے لگیں۔ وردان ایک سفید خچر پر نہایت قیمتی لباس پہن کر اور سنہری اور مرصع زنجیریں لگا کر نکلا خالد نے سرخ ریشمی لباس پہنا اور عمامہ زرد باندھا۔ وہ وردان کے سامنے کمین گاہ کیطرف چلا گیا پھر اُتر کر زمین پر بیٹھ گئے اور گفتگو کرنے لگے۔ ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ بس دوسرا میرے قابو میں ہے۔ اسواسطے بڑے فخر کے ساتھ باتیں ہوتیں تھیں۔ وردان کہنے لگا کہ مسلمان بھوکھے لٹیرے ہیں جو لوٹ مار کر کے گزارہ کرتے ہیں اور اپنے ہمسایوں کی زرخیز ملک پہ حملہ کرتے ہیں۔ برعکس اس کے ہم دولتمند اور غنی ہیں۔ اور صلح کے خواہاں ہیں کہو کس چیز سے تمہاری ضروریات پوری ہونگی۔ اور تم اپنی لوٹ سے باز آؤ گے۔

خالد نے جواب دیا او بدبخت کافر ہم ایسے محتاج نہیں ہیں کہ تمہارے دست نگر ہوں۔ اللہ تعالے ہمارا مالک اور رازق ہے۔ سب کچھ ہمارا ہے اور تم ہم کو محض ایک جزو دینا چاہتے ہو۔ اس وقت جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ بفضل خدا سب ہمارا ہے یہانتک کہ تمہاری عورات اور بچے بھی ہم پر مباح ہیں۔ لیکن اگر تم طلبگار صلح ہو۔ تو ہم نے اپنی شرائط تم کو بتا دی ہیں۔ یا تو یہ کہو کہ سوائے ایک خدا کے اور کوئی خدا نہیں اور محمد اُس کا رسول ہے یا اتنا جزیہ دو جتنا ہم تم سے مانگیں۔ اگر تم کو انکار ہے تو پھر مجھ کو کیوں یہاں لائے ہو۔ کل تم کو ہماری شرائط معلوم ہو چکی تھیں۔ اور تمہاری تمام شرائط کو ہم نے منظور نہیں کیا تھا۔ کیا تم یہاں پر میرے ساتھ اکیلے لڑنا چاہتے ہو۔ اچھا اسی طرح سہی۔ ہمارے ہتھیار ہمارا تمہارا فیصلہ کر دینگے یہ کہہ کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ وردان بھی کھڑا ہو گیا مگر چونکہ اُس کو امید تھی کہ فوراً

مدد پہنچ جائیگی اسواسطے اُس نے اپنی تلوار نہ نکالی۔ خالد نے اُس کو گلے سے پکڑ لیا اور اُس ہی نے زور سے رومی آدمیوں کو آواز دی جو چھپے ہوئے تھے۔ اس پر مسلمان جو پوشیدہ تھے نکل آئے اور اُن کی پوشاک سے وردان کو دھوکہ ہوا۔ کہ وہ اُس کے ساتھی ہیں۔ جب نزدیک آئے تو حیران رہ گیا اور ضرار کی صورت دیکھکر خوف زدہ ہوگیا۔ ضرار برہنہ آگے بڑھا تلوار اُس کے ہاتھ میں تھی اور وہ اُس کو جنبش دے رہا تھا۔ وردان سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے اُس کے بیٹے کو قتل کیا تھا اور جب اُس نے دیکھا کہ اپنے دام میں آپ ہی پھنس گیا ہے تو وہ خالد کو پکار کر کہنے لگا رحم کرو رحم کرو۔

خالد نے کہا بے ایمانوں کے واسطے کوئی رحم نہیں ہے۔ تم میرے پاس آئے زبان سے کہتے تھے کہ صلح کرینگے مگر دل میں چاہتے تھے کہ قتل کرینگے تمہارا جرم تمہارے سر۔

یہ کہتا تھا کہ ضرار نے فوراً اُس کی گردن کاٹ ڈالی۔ اور خالد بن الولید وردان کا سر تلوار کی نوک پر رکھ کر اُس تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ نصرانی لشکر کی طرف چلا۔ ان لوگوں کو خالد کے ساتھیوں کی پوشاک دیکھ کر دھوکہ ہوا اور وہ سمجھے کہ خالد کا سر کٹ کر آیا ہے۔ اسواسطے وہ خوشی کے نعرے بلند کرنے لگے۔ لیکن جب غلطی معلوم ہوئی تو خوشی یاندوہ سے بدل ہوگئی۔ اور خالد نے اُن کو ہوش تک نہ لینے دیا اور حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ رومی فوج تتر بتر ہوگئی اور پریشان ہوکر تمام اطراف میں بھاگ نکلی بعض تو قیصریہ کو چلے گئے اور بعضوں نے دمشق کا راستہ لیا اور باقیماندہ انطاکیہ کو بھاگ گئے۔ بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا سونے اور چاندی کی صلیبان اور سونے کی زنجیرین اس کثرت سے ہاتھ لگیں کہ پہلے کبھی نہیں لگیں تھیں خالد نے سب اسباب کو یکجا جمع کیا اور کہا کہ جب تک دمشق فتح نہ ہوئے اُس وقت تک میں اس اسباب میں سے کوئی چیز تقسیم نہیں کرونگا۔

یہ واقعہ اجنادین کا ہفتہ کے دن اٹھائیسویں تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۳ ہجری

بیں ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سے پندرہ روز پہلے کا ماجرا ہے۔ پھر خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے ایک خط متضمن حال اس فتح کا بنام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لکھا اور خلیفہ رسول اللہ اس خوش خبری کو سن کر سجدہ شکر بجا لائے۔ تمام اطراف میں خبر پھیل گئی اور تمام اکناف خصوصاً مکہ معظمہ سے جوق جوق لوگ اسلام کے جھنڈے تلے لڑنے کے واسطے مدینہ منورہ میں آئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان لوگوں کو ملک شام میں جانے کی اجازت دیدیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو برا جانا۔ اور کہنے لگے کہ یہ لوگ جو اس وقت ہماری فتح میں شامل ہونا چاہتے ہیں اور اس قدر اشتیاق ظاہر کرتے ہیں۔ بہت ان میں سے ایسے ہیں جو ہماری کمزوری کے وقت ہمارے خون کے پیاسے تھے۔ وہ دین کے متلاشی نہیں ہیں بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ ملک شام کے زرخیز میدانوں کو لوٹیں اور دمشق کے مال غنیمت میں شریک ہوں۔ پس بہتر یہ ہے کہ تم ان کو وہاں نہ بھیجو۔ جو لوگ اس وقت موجود ہیں اور جنہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے وہی کافی ہیں۔ انہوں نے لڑائی فتح کی ہے۔ مال غنیمت اُن کا حق ہے۔

اس صلاح پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کی استدعا کو نا منظور کیا۔ اور اہل مکہ خصوصاً قبیلہ قریش نے ابوسفیان کے ساتھ بہت سے چیدہ آدمی خلیفہ کی خدمت میں بھیج کر شکایت کی اور کہا کہ ہم کو اپنے مذہب کی خاطر جہاد کرنے کی اجازت کیوں نہیں ملتی۔ یہ سچ ہے کہ تاریکی اور جہالت کے زمانہ میں ہم نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ جنگ کی کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ ہم اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ لیکن اللہ نے ہم کو نور دکھا دیا ہے۔ ہم نے اپنی پہلی غلطیوں کو دیکھ کر چھوڑ دیا ہے۔ جیسے کہ ہم اور آپ قریبی رشتہ دار ہیں۔ ویسے ہی ایک دین کے معتقد ہیں اسواسطے ہم لوگ یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ سب بھائی مل کر

جہاد میں بہیں وصول ڈالو تم اپنے دل کو کینے اور دشمنی سے جو ہمارے ساتھ ہے
یہ کلام سن کر خلیفہ کا دل نرم ہو گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کی صلاح سے یہ قرار پایا کہ قبیلہ قریش کو شمولیت فوج کی اجازت
دیجائے ۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فتح کی مبارکباد دی کا خط
خالد کو لکھا اور اس کو اطلاع دی کہ ابوسفیان کے ماتحت ایک فوج عظیم اس کی
کمک کو پہنچینگے۔ اس خط پر رسول خدا کی مہر لگا کر اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمن
کے ہاتھ روانہ کیا۔

باب دہم

دمشق کا واقعہ اور توما کی بہادری

اجنادین کے میدان سے جو لوگ بھاگ کر دمشق کو گئے انہوں نے اپنی شکست
فاش اور مایوسی کی خبر مشہور کر دی۔ یہ سن کر لوگ گھبرا اٹھے لیکن انہوں نے قلعہ کا
سامان مہیا کیا اور تلواریں اور طوارق اور نیزے اور ڈھوپسیاں اور عرادات اوپر دیوار
شہرپناہ کے بلند کیں اور ظاہر کیا نشانوں کو۔

یہ تیاریاں ہو رہی تھیں کہ مسلمانوں کا لشکر آنا شروع ہوا۔ سب سے پہلے نو ہزار سوار
سے زیادہ کی ایک جماعت لیکر عمرو بن العاص آئے اور ان کے پیچھے ابوسفیان دو ہزار
قریشی سوار لیکر پہنچ گئے۔ پھر اتنی ہی ایک جماعت لیکر شرجیل بن حسنہ اور عمرو بن
ربیعہ آئے پھر ان کے پیچھے ابوعبیدہ اور سب سے پیچھے خالد بن الولید اپنا رایت العقاب کر آئے۔

خالد بن الولید نے بمقام دیر جابان کے نام سے مشہور ہے مقام کیا اور امرائے لشکر
کو بلایا۔ اور ابوسفیان کو باب جابیہ پر مقرر کر کے کہا کہ اپنی جگہ کو نہ چھوڑو۔ پھر بلایا

یزید بن ابی سفیان کو اور کہا کہ جاؤ تم اپنے ہمراہیوں کے ساتھ باب الصغیر پر۔ پھر
بلایا شرحبیل بن حسنہ کو اور کہا اُن سے کہ تم اپنے ساتھیوں کو لیکر باب توما پر جاؤ۔ پھر طلب
کیا عمرو بن العاص بن دلیل السہمی کو اور کہا کہ جاؤ تم مع اپنے لشکر کے باب الفرادیس پر۔ پھر بلایا خالد
بن الولید نے قیس بن ہبیرۃ المرادی کو اور تھوڑا لشکر اُن کے سپرد کر کے کہا کہ مع اپنے ساتھیوں کے جاکر باب کیسان پر ٹھہر
کہتے ہیں کہ باب مرقس دمشق کا بند تھا اور اُس دروازے پر لڑائی نہ تھی اسوجہ
سے عرب نے اُس کا نام باب السلامت رکھا تھا۔ خالد بن الولید نے باب شرقی پر
اُتر کر ضرار بن الازور کو بلایا اور دو ہزار سوار اُن کے ساتھ کر کے کہا کہ تم بطور طلیعہ لشکر
کے رہو اور پھر دگرد تمام شہر کے۔ پس اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو مجھ کو خبر دو میں تمہاری
مدد کیلئے آؤنگا۔ ضرار نے کہا تو پھر کیا جبتک تم نہ آؤ میں چپ چاپ کھڑا انتظار کرتا
رہوں۔ خالد نے جواب دیا نہیں یہ مطلب نہیں ہے بلکہ بہادری سے لڑو اور اس
بات پر یقین رکھو کہ میں ضرور تمہاری مدد کرونگا۔ باقی سب فوج محاصرہ کرنے کیواسطے پیدل آگئی
مسلمانوں کے پہلے حملوں بگے مقابلہ میں دشمنوں نے خوب مردانگی سے اپنے
آپ کو بچایا۔ اور فصیل سے پتھر تیر اور ڈھیلوا سی چلائے۔ اہل قلعہ نے نکلنا بھی چاہا مگر
لاچار ہو کے پیچھے ہٹنا پڑا۔ پھر اور شدت سے محاصرہ ہوتا رہا یہانتک کہ کسی نے قلعہ
سے نکلنے کی جرأت نہ کی۔ اس پر اہل دمشق نے اپنے رئیسوں اور دانشمندوں کے
پاس جاکر مشورہ کیا۔ اور بعضوں نے کہا کہ ہماری رائے تو یہ ہے کہ ہم مسلمانوں
سے صلح کر لیویں کیونکہ اُن کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں۔ پس مناسب
یہ ہے کہ جو کچھ وہ ہم سے طلب کریں اُس پر ہم اُن کے ساتھ صلح کر لیں +
اس وقت دمشق میں ایک امیر کبیر تو ما نام رہتا تھا جس سے شہنشاہ ہرقل
کی بیٹی کے ساتھ شادی کی ہوئی تھی۔ اُس کا کوئی عہدہ نہیں تھا۔ لیکن لوگ
اُس کی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تھے کیونکہ وہ مرد صاحب مردانگی اور بہادر بھی

تنہا۔ ایسے موقعہ پر جبکہ سب کے دل چھوٹ گئے تھے اُس نے کوشش کی کہ لوگوں کے دل بڑھائے اور اس مطلب کے پورا کرنے کے واسطے حملہ آوروں کی نسبت کہا کہ وہ حقیر وحشی ننگے بے ساز وسامان اور نکھٹو ہیں۔ لوگ اسواسطے اُن سے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ دیوانہ وار متعصب ہیں اور سارے ملک میں اُنہوں نے شور مچا رکھا ہے +

آخر جب اُس نے دیکھا کہ کوئی حجت پیش نہیں جاتی تو اُس نے کہا کہ اگر تم دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کرو تو میں تمہارا سردار بنتا ہوں۔ لوگوں نے اُسکی بات کو منظور کیا اور یہ قرار پایا کہ صبح کے وقت حملہ کرنے کی کوشش کی جائے +

رات بھر خالد نے ہل چل ہوتی دیکھی اور معلوم کیا کہ برجوں اور فصیلوں پر روشنی ہو رہی ہے۔ اسواسطے اُس نے اپنے آدمیوں کو بلا کر کہا کہ خبردار رہنا کیونکہ مجھہ کو اندیشہ ہے کہ دشمن جنگ کی تیاریاں کر رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ کوئی آدمی نہ سوئے ہم مر کر کافی آرام کر لینگے اور ایسی راحت حاصل ہوگی کہ پھر کوئی مشقت نہیں رہیگی +

اہل دمشق میں ایک شخص بڑا عابد راہب زاہد شجاع اور دانشمند تھا صبح کیوقت بطارقہ اور آساقفہ اور بڑے بڑے نصرانی لوگوں کو ساتھہ لے کر وہ اس دروازے کی طرف گیا جہاں سے حملہ کرنے کی تجویز تھی۔ صلیب کو اُس نے برج پر گاڑ دیا اور انجیل کو اُس کے پاس رکھہ دیا۔ جب توما دروازے پر آیا تو اُس نے کتاب مقدس پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ اے خدا اگر ہمارا دین سچا ہے تو تو ہماری مدد کر اور دشمنوں کے ہاتھہ سے ہم کو بچا +

مسلمان تیار کھڑے تھے کہ جس وقت اہل قلعہ قلعہ سے نکلیں گے وہ فوراً اُن پر حملہ کر دینگے۔ لیکن فصیل سے پتھر اور تیروں کی بوچھاڑ نے اُن کی کچھہ پیش نہ چلنے دی تو ما مقابلہ کے واسطے بہادری سے اپنی فوج لے آیا۔ اور ایک سخت خونریز لڑائی ہوئی۔ وہ تیر اندازی میں مہارت رکھتا تھا۔ اور بڑے بڑے مسلمانوں کو یکے بعد دیگرے اُس نے شہید کر ڈالا۔ منجملہ زخمیوں کے ابان بن سعید بن العاص تھے کہ ایک تیر زہر آلود اُن کے

لگا تھا۔ آبان نے تیر کو نکال کر زخم کو اپنے عمامے سے باندھ لیا مگر تیر کا زہر اُن کے جسم میں
سرایت کر گیا تھا اسواسطے اُن کے بھائی اُن کو مسلمانوں کے لشکر میں لے آئے ابھی
ابھی تھوڑا عرصہ ہوا تھا کہ انہوں نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ کے ساتھ شادی
کی تھی۔ مہندی کی رنگت اور عطر کی خوشبو ابھی تک ان کے ہاتھ اور سر میں باقی تھی
جب زوجہ ابان کو اپنے خاوند کے زخمی ہونے کا حال معلوم ہوا تو وہ فوراً ان کے خیمہ
میں دوڑی آئی لیکن اُس کے پہنچنے سے پہلے اُس مرد خدا کی روح پرواز کر چکی تھی۔
لوگ ام ابان کا صبر اس موقعہ پر دیکھکر حیران رہ گئے نہ وہ زرد ہوئی نہ پیٹی اور نہ کچھ گریہ شیون
کیا۔ اپنے شوہر کی لاش پر صرف اتنا کہا گوارا ہو تم کو وہ چیز جو دیگئی تم کو۔ گئے تم بجانب
حور عین اور سایہ پروردگار عالمین کے ایسا پروردگار جس نے یکجا کیا تھا ہم کو پھر جدا کر دیا
اُس نے قسم ہے خدا کی ہر آئینہ جہاد اور کوشش کرونگی میں یہانتک کہ ملجاؤنگی تم میں
اسواسطے کہ میں آرزومند تمہاری ہوں نہیں آسودہ ہوئی میں تم سے اور نہ تم مجھ سے
ولیکن نہ منظور کیا اللہ تعالیٰ نے مگر یہ کہ نامراد رکھا مجھ کو۔ حرام کیا میں نے اپنے اوپر اس
امر کو کہ مس کرے مجھ کو تمہارے بعد کوئی شخص اور فدا کیا میں نے اپنے جان کو
اللہ کے راہ میں۔ قریب ہے کہ ہوں گی میں تم سے اور میں امید رکھتی ہوں کہ یہ امر جلد واقع ہوگا
پھر اپنے شوہر کا تیر اور کمان لیکر وہ فوراً میدان جنگ میں آئی اور توما کی تلاش کرنے
لگی کیونکہ کسی نے اُس کو بتا دیا کہ توما نے اُس کے خاوند کو قتل کیا ہے۔ پھر اُس جگہ کو بڑھی
جہاں توما لڑ رہا تھا اور ایک تیر مار کر توما کے نشان بردار کا ہاتھ زخمی کر دیا۔ نشان
اُس کے ہاتھ سے گر پڑا اور مسلمان اُس کو اٹھا کر لے گئے۔ توما نے تعاقب کیا اور
اپنے رومیوں کو کہا تو وہ تو ہمارا نشان جاتا ہے۔ یہ نشان کئی ہاتھوں میں گیا۔ آخر
شرجیل کے پاس پہنچا۔ توما نے تلوار لیکر اس پر وار کیا۔ شرجیل نشان کو اپنی فوج
میں پھینک کر اُس کے ساتھ لپٹ گیا۔ دونوں برابر بہادری سے لڑتے مگر

توماکا پلہ بھاری تھا۔ یہ دیکھہ کر زد جبان نے اُس کی آنکھہ میں ایک تیر مارا اور وہ زخم نسبے بے تاب ہوگیا۔ اُسکے آدمی نشان چھوڑ کر اُس کی مدد کو آپہنچے اور اُٹھا کر شہر میں گئے۔ اُس نے گھر واپس جانا نہ چاہا۔ اور وہیں مرہم پٹی کرکے پھر میدان جنگ میں آموجود ہوا لیکن لوگوں نے اُس کو روک دیا۔ پھر بھی وہ شہر کے دروازے پر ٹھہر گیا اور لڑائی دیکھتا رہا اور احکام جاری کرتا رہا۔ لڑائی کا بازار خوب گرم رہا لیکن فصیل شہر سے یہودیوں نے اس قدر بوچھاڑ پتھروں اور تیروں کی برسائی کہ محاصرین نزدیک نہ آسکے رات کو لڑائی ختم ہوئی۔ دن بھر لڑتے لڑتے تھک کر مسلمان اپنے خیمہ گاہوں میں واپس آئے اور زمین پر ہی لیٹ کر خوب گہری نیند سوئے۔

توما نے اہل قلعہ کی بہادری دیکھکر ایک دفعہ اور اُن کا امتحان کرنا چاہا اُس کے کہنے کے مطابق آدھی رات کو تیاریاں ہونے لگیں کہ صبح کے آثار نمودار ہی تمام اطراف شہر سے سب آدمی یکدفعہ نکل پڑیں۔ ابھی صبح کے آثار نمودار ہی ہوئے تھے کہ ناقوس کے ایک ہی آواز بجنے پر تمام دروازے شہر کے کھولدئے گئے اور ہر دروازے سے بہادروں کے جوق کے جوق نزدیک کے خیمہ گاہ پر آپڑے۔

تیاریاں ایسی قدر پوشیدگی میں ہوئیں کہ محاصرین کو خبر تک نہ ہوئی اور بیچارے اچانک آفت میں پھنس گئے۔ ناقوس بجنے لگے۔ مسلمان خواب سے بیدار ہوئے اور ہتھیاروں کو پکڑنے لگے لیکن دشمن سر پر آپہنچا۔ اور ابھی وہ بیچارے عالم حیرت میں ہی تھے کہ چاروں طرف سے قتل کا ہنگامہ گرم ہوا۔ کہتے ہیں اِس طرح مسلمانوں کو شہید ہوتے دیکھہ کر خالد رو پڑے اور دردناک دل سے کہنے لگے۔ اے وہ خدا جو کبھی نہیں سوتا ہے مدد کر تو مومنوں کی اور اُن کو کافروں کے ہاتھہ سے ہلاک نہ کر۔ پھر چار سو سوار لیکر وہ جھٹ اُس جگہ پہنچا جہاں مدد کی ضرورت تھی۔

سب سے زیادہ سخت لڑائی اُس دروازے کے سامنے ہوئی جہاں سے توما

نکلا تھا اِس جگہ پر شرجیل نے مردانگی کی خوب داد دی اور اُس کے ساتھ ام ابان
نے کئی ایک رومی مشرکوں کو تیر مار کر قتل کر ڈالا۔ اُس کے پاس صرف ایک تیر باقی
رہ گیا تھا کہ ایک یونانی سپاہی نے اُس کو پکڑنے کی کوشش کی۔ ام ابان نے
فوراً ایک تیر جوڑ کر اُس کے حلق میں مارا اور وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔ لیکن اُس وقت اس
کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا اسواسطے دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئی۔
اُدھر شرجیل اور تومابا ہم خوب بہادری سے لڑے لیکن شرجیل کی تلوار تو
ماکی ڈھال پر لگ کر ٹوٹ گئی اور عنقریب تھا کہ یا تو دشمن اُس کو قتل کر دیتا یا
گرفتار کر کے لے جاتا کہ خالد اور عبدالرحمن سواروں کی جماعت لیکر جلد آ پہنچے تو ماکو
مجبوراً شہر کی طرف بھاگنا پڑا اور شرجیل اور ام ابان کی رہائی ہو گئی۔
اس معرکہ میں کوئی سردار مسلمانوں کا مثل ابو عبیدہ بن الجراح اور اُن کے
ساتھیوں کے نہیں لڑا۔ جس وقت اہل شہر نے نکلنا شروع کیا اُس وقت ابو عبیدہ
اپنے خیمے میں نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے نماز کو ختم کیا پھر مسلح ہو کر اپنے برگزیدہ
آدمیوں کو حکم دیا کہ دشمن کو آگے نہ بڑھنے دیں۔ یہ لڑائی ہو رہی تھی کہ وہ آپ تھوڑی
سی فوج لے کر فوراً آہستہ سے شہر اور میدان جنگ کے درمیان آ پہنچے یونانی حیران
رہ گئے۔ اور سامنے اور پیچھے سے اُن پر حملہ ہونے لگا۔ انہوں نے بہتیری بہادری
دکھائی لیکن آخر کچھ پیش نہ گئی۔ سب کے سب رومی مارے گئے اور کوئی شخص چھوٹا
بڑا باقی نہ بچا۔
آخر نصرانیوں کو بھاگنا بنا اور وہ ہزار ہا آدمیوں کو میدان جنگ میں مردہ چھوڑ
کر اندر شہر کے واپس آ گئے۔ مسلمانوں نے دروازوں تک اُن کا تعاقب کیا لیکن جب
یہودیوں نے شہر کی فصیلوں سے پتھر اور تیر برسانے شروع کئے تو اُن کو واپس
ہٹنا پڑا۔

باب پانزدہم

فتح دمشق

ستر دن تک مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ رکھا۔ اور اہل شہر تنگ آکر صلح کے واسطے سلسلہ جنبانی کرنے لگے۔ تو ماسؔ نے اُن کو کہا کہ ذرا صبر کرو میں بادشاہ کو خط لکھتا ہوں کہ ہم لوگوں کی مدد کرے۔ مگر یہ سب بے فایدہ تھا۔ وہ کب سنتے تھے خوف اُن کے دلوں پر طاری ہو گیا تھا۔ اور خالد کو صلح کے نامے اور پیغام بھیجنے لگے خالد نے اُن کی ایک بات بھی نہ سنی۔ اُس کو اس بات کی خواہش نہ تھی۔ کہ اسطرح شہر اُس کے حوالہ کیا جاوے جس سے اُس کو تحت دین کی جان اور مال کی حفاظت کرنی پڑے وہ تلوار کے زور سے اُس کو لے کر اہل عرب کے حوالہ کرنا چاہتا تھا کہ خوب دل کھول کر لوٹ لیں۔

آخر ایک بوڑھے آدمی رومی نے اُن کو صلاح دی کہ وہ سردار مسلمانوں کا جو باب شرقی پر ہے یعنی خالد بن ولید وہ ایک مرد خونریز ہے پس اگر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہو تو ابو عبیدہ بن الجراح کے پاس باب جابیہ پر جاؤ۔ چنانچہ ایک رات کو وہ اُس طرف روانہ ہوئے اور جابیہ پر پہنچکر ابو عبیدہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا۔ ابو عبیدہ نے اُن کو اندر آنے کی اجازت دی۔ اور انہوں نے حاضر ہو کر کہا کہ ہم تم سے صلح کر لیا چاہتے ہیں۔ ابو عبیدہ نے بڑی خوشی سے اُن کی درخواست کو منظور کیا کیونکہ وہ اشاعت اسلام چاہتے تھے نہ ملک کو فتح کرنا اُن کی غرض جزیہ سے تھی نہ لوٹ مار سے پھر ایک عہد نامہ تحریر ہوا جس میں یہ قرار پایا کہ آئندہ لڑائی بند کی جاوے اور شہر فاتح قوم کے حوالہ ہو۔ جو لوگ اپنا اسباب اوٹھانا چاہیں۔ وہ اپنی ہمت کے مطابق اوٹھا کر صحیح و سلامت چلے جاویں۔ اور جو جزیہ دینا منظور کریں وہ

اپنی جائداد کو اپنے پاس رکھیں۔ اور سات کنائیں مسلمانوں کے واسطے چھوڑ کر جائیں
اس عہد نامہ پر ابو عبیدہ نے دستخط نہیں کئے کیونکہ جب سے حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے اُن کو معزول کیا وہ مسلمانوں کے کام میں دخل دینا نہیں چاہتے تھے
لیکن ایلچیوں کو انہوں نے یقین دلایا کہ مسلمان اپنے وعدہ کو پورا کریں گے ۔

صلح کے بعد ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ شہر میں داخل ہوئے اور اُن کے
ساتھ قس اور راہب تھے جنہوں نے سیاہ بانوں کا لباس بنا ہوا پہنا ہوا تھا اور انجیلوں کو ہاتھ
میں لئے ہوئے تھے۔ یہ معاملہ بروز دوشنبہ گیارھویں جمادی الثانی ۱۴ہجری کو واقع ہوا۔
باب جابیہ پر جبکہ صلح کی کارروائی ہو رہی تھی تو باب شرقی پر ایک اور ہی گل کھلا۔
خالد اہل دمشق پر نہایت خشمناک اور غضبناک تھے کیونکہ ان لوگوں نے خالد ولید
برادر عمرو بن العاص کو تیر زہر دار سے مار ڈالا تھا۔ اس طیش اور غضب کے وقت روم کا ایک قس
خالد کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں دروازہ شہر تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ بشرطیکہ تو مجھ کو اور میرے
اہل و عیال کو امان دے اور ہمارے مال کی حفاظت کرے ۔

اس قس کی مدد سے کئی اہل عرب چپ چاپ فصیل شہر کے اندر داخل ہوئے
اور باب شرقی کی طرف جاکر اُنہوں نے قفل توڑ ڈالے اور زنجیر کھینچ دئے پھر
دروازے کھولکر اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے ۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھی شہر میں داخل ہوئے۔ جو کوئی
سامنے آیا اُس کو تہ تیغ کر کے خاک میں ملا دیا اور گلی کوچوں میں خون کے ندی نالے بہنے لگے اہل شہر
چلا اُٹھے رحم کرو رحم کرو۔ خالد نے غصہ میں آکر جواب دیا کہ کافروں مکے واسطے کوئی رحم نہیں ہے
چلتے چلتے کنیسہ مریم تک پہنچے۔ اور خالد بن ولید رومیوں کو قتل کرتے اور گرفتار
کرتے چلے جا رہے تھے کہ اتنے میں ابو عبیدہ اور اُن کے ہمراہی نظر آئے تلوار ان کو انہوں
نے میان میں ڈالا ہوا تھا اور چپ چاپ قسوں اور راہبوں کو لئے ہوئے چلے آ رہے تھے۔

تھے دو آدمی اور نیچے اُن کے گرد تھے ؛

ابوعبیدہ دیکھتے ہی تاڑ گئے کہ خالد کے چہرے پر ملال ہے اُن کو یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ ہم اس طرح صلح کی حالت تلواروں کو میان میں ڈالے ہوئے کیسے جا رہے ہیں۔ خالد کا غصہ فرو کرنے کے واسطے ابوعبیدہ نے نرم الفاظ میں کہا کہ اے امیر اللہ تعالے نے اپنے فضل وکرم سے طریق مصالحت سے یہ شہر ہمارے حوالہ کر دیا ہے نہ کسی کا خون ہوا ہے اور نہ لڑائی کی ضرورت پڑی ہے ؛

خالد:- یہ بالکل غلط ہے میں نے تلوار کے زور سے اس شہر کو فتح کیا ہے اور میں کسی کو امان نہیں دونگا ؛

ابوعبیدہ:- لیکن یہاں کے رہنے والوں کو میں اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا عہد نامہ دے چکا ہوں ۔

خالد:- آپ کا کوئی حق نہیں تھا کہ بغیر میری مشورت کے صلح کر لیتے۔ کیا میں سپہ سالار نہیں ہوں۔ قسم خدا کی بے شک میں سپہ سالار ہوں اور اس بات کو ثابت کرنے کیواسطے میں ہر ایک اہل شہر کو ہلاک کر دوں گا ؛

ابوعبیدہ جانتے تھے کہ اصل میں اُن سے غلطی ہو گئی ہے لیکن وہ خالد کو خوش چاہتے تھے اسواسطے اُن کو یقین دلاتے تھے۔ کہ جو کچھ میں نے کیا ہے۔ اُس میں مسلمانوں کی بہتری مقصود ہے اور مجھ کو امید ہے کہ میری اس تجویز کو آپ پسند کرینگے۔ وہ خالد سے التجا کرتے تھے کہ آپ براہ مہربانی اُس عہد نامے کو قایم رہنے دیں جو انہوں نے خدا اور رسول کے نام مسلمانان حاضرین موقعہ کی صلاح و مشورت سے کیا تھا ؛

بہت مسلمان افسروں نے ابوعبیدہ کی تائید کی اور اس امر میں کوشش کی کہ خالد صلح کو منظور کریں وہ ابھی بحث مباحثہ میں ہی تھا کہ اُس کی بے صبر فوج نے لوٹ مار کرنی شروع کر دی ؛

اُس بہادر مرد خدا الوالعباس نے اس وقت صبر کو ہاتھ سے دیدیا اور بول اُٹھے کہ خدا کی قسم میرے وعدہ پر پانی پھر گیا ہے اور عہد نامے کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا ؛
اپنے گھوڑے کو لے کر وہ اُن لوگوں کے درمیان چلے گئے جنہوں نے لوٹ مار شروع کر رکھی ،

تھی۔ اور رسول کا نام لیکر اُن کو کہنے لگے کہ ٹھہرو میرا اور خالد کا فیصلہ خود بہ لینے دو۔ رسول
کا نام سن کر لوگوں کے دل ٹھنڈے ہوگئے اور وہ ٹھہر گئے۔ پھر دونوں سردار کلیسا میں گئے۔
یہاں پر سخت تکرار کے بعد خالد کا غصہ کسی قدر فرو ہوا۔ لوگوں نے اُس کو کہا کہ آپ ایک
ایسے ملک پر حملہ کر رہے ہیں جس میں ابھی بہت شہر لینے باقی ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ اس
عہد کا لحاظ کریں۔ جو آپ کے سردار کسی کے سامنے کریں خواہ آپ اُس کو بالکل ناپسند کریں۔ ورنہ کوئی
شخص مسلمانوں کے قول پر اعتماد نہیں کرے گا اور جب دیگر شہروں کو دمشق کا حال معلوم
ہوگا۔ تو وہ صلح سے متابعت کرینگے بجائے مرتے دم تک لڑائی سے ہاتھ نہیں اٹھائینگے۔
بڑی مشکل سے خالد نے ابو عبیدہ کے صلح نامہ کو اس شرط پر منظور کیا کہ اس سارے
معاملے کی خبر خلیفہ رسول اللہ کو دیجاوے۔ عہد نامے کے ہر ایک فقرے کو سن کر خالد دل
کر کے دل میں کڑھتا تھا۔ اور اس کی عین خوشی تھی کہ توما اور ہربیس کو قتل کرتا۔ لیکن
ابو عبیدہ نے اصرار کیا کہ عہد نامے میں اُن کے نام صاف طور پر درج ہیں +
پھر منادی کردی گئی جو لوگ خلیفہ رسول اللہ کو جزیہ دینا پسند کریں اُن کو اپنے
مذہب میں آزادی ہے۔ باقی سب کو چلے جانے کی اجازت ہوئی۔ بہت لوگوں نے
ٹھہرنا پسند کیا لیکن بعض نے توما کے ساتھ انطاکیہ کو جانا چاہا۔ اُن لوگوں نے چاہا کہ مسلمانوں
کے ملک میں سے سلامتی سے گزرنیکے واسطے اُن کو ایک پرچہ راہداری ملجاوے بڑی
مشکل سے خالد نے یہ مہربانی کی کہ تین دن تک تم کو کوئی نہیں ستائیگا اور نہ تمہارا
تعاقب کریگا بشرطیکہ کھانے پینے کی چیزوں کے سوائے اور کوئی چیز تم اپنے ساتھ نہ لیجاؤ
اس پر ابو عبیدہ بولے کہ میں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنے مال و اسباب لیکے اپنے ساتھ
لیجاوینگے۔ خالد نے کہا اچھا تو پھر ہتھیار اُن کو نہیں لیجانے ملیں گے۔ ابو عبیدہ نے
پھر اپنی بات پر زور دیا اور بالآخر خالد اس بات پر راضی ہوا کہ ا بھی ہتھیار لیجاویں جن سے
لٹیروں اور وحشی حیوانات کے مقابلے پر وہ اپنی جانوں کو محفوظ رکھ سکیں۔ لیکن

جن کے پاس نیزہ ہو وہ تلوار نہ لیجا دے اور جس کے پاس کمان ہو وہ نیزہ نہ لیجائے

پھر تذمالہ سپہ سالار نے اپنی قوم کو حکم دیا کہ اسباب نکالو۔ اس اسباب میں ایک خزانہ ہرقل کے ریشمی کپڑوں کا تھا جس میں قریباً تین سو پارچہ کے کپڑے طلائی کام کئے تھے تذمالہ کے حکم سے ایک ریشمی خیمہ باہر شہر کے ایستادہ کیا گیا تھا اور رومی لیجاتے تھے اسباب اور مال و متاع اور بار برداری یہانتک کہ انہوں نے بہت سامال نکالکر جمع کیا ؛

جب سب اسباب جمع ہو گیا۔ تو یہ لوگ اپنے راستہ پر روانہ ہوئے یہ لوگ جنہوں نے حمیت قومی حب وطن اور مذہب کے باعث افلاس اور بے وطنی اختیار کی وہاں کے نہایت شریف خاندان میں سے تھے اور ہمیشہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتے تھے اور جرار اور محلوں کے عادی تھے۔ اس جماعت میں تو ماکی ہوی یعنے ہرقل کی بیٹی بھی شامل تھی اور بہت سے لونڈی غلام اُس کے ساتھ تھے۔ یہ ایک عجیب حسرتناک نظارہ تھا۔ بڈھے مرد اور نازک عورتیں اور بیکس بچے ویرانوں اور جنگلوں اور دشوار گزار پہاڑوں میں چلے جاتے تھے جہاں وحشیوں نے اپنا گھر بنا رکھا تھا۔ کئی دفعہ مڑ مڑ کر وہ شوق اور حسرت سے اُن محلوں اور باغات کی طرف دیکھتے تھے جس میں کسی زمانہ میں عیش وطرب سے اُنہوں نے زندگی بسر کی تھی۔ اور اکثر چلا کرتے تھے اور دمشق کے شاندار برجوں کو دیکھ کر زار زار روتے تھے اور سینہ کوبی کرتے تھے ؛

اس طرح دمشق کے محاصرے کا خاتمہ ہوا۔ جس میں ایک سال سے زیادہ عرصہ کے جنگ عظیم کے بعد مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ؛

باب دوازدہم

یونس کی کہانی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کی وفات

لکھتے ہیں کہ ضرار ان لوگوں کو اس طرح سے خزانے لاد کر لیجاتے ہوئے دیکھکر دانت پیستے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ جو مال انہوں نے اس قدر تکلیف اور مشقت سے حاصل کیا تھا وہ اس طرح ضائع کیا۔ زیادہ تر رنج اُن کو اِس بات کا تھا کہ بہت سے بلکہ بیش اُن کی تلوار کے وار سے خالی گئے۔ خالد بھی طیش میں آجاتا لیکن اُس نے اپنے دل میں عہد کر لیا تھا۔ کہ میں اس مال غنیمت کو ہرگز نہیں چھوڑونگا۔ اس مطلب کیواسطے اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں کو آرام دے لو اور لڑائی کے واسطے تیار ہو کیونکہ تین دن گزرنے کے بعد انہوں نے مشرکوں کی جماعت کا مقابلہ کرنا ہے +

ابو عبیدہ کچھ اناج اہل شہر کے واسطے چاہتے تھے اس پر خالد اور عبیدہ میں تکرار ہوگئی اور خالد کو ایک دن اور ٹھہرنا پڑا۔ اور وہ تعاقب کرنے سے مایوس ہوگئے تھے کہ ایک رہبر آگیا جس کو سب ملک کا حال معلوم تھا اور پہاڑوں کے آسان راستے بتاتا تھا یہاں پاس رہبر کی کہانی ہم ذرا جاری کرتے ہیں ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ محاصرے کیوقت ضرار دو ہزار سوار کے ساتھ شہر اور لشکر کی حفاظت کیواسطے گشت کرتے پھرتے تھے۔ ایک چاندنی رات میں وہ گشت کرتے کرتے دروازہ کیان تک پہنچے۔ دفعتہً انہوں نے ایک آواز سنی اور ایک سوار نکلکر اُن کے پاس آیا۔ انہوں نے ابھی اُس کو پکڑا ہی تھا کہ دو سوار اور دروازے سے نکلکر اختیاطاً دروازے پر ٹھہر گئے اور اُس آدمی کا نام لیکر پکارنے لگے جس کو انہوں نے پکڑا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے ساتھیوں کو بلاؤ۔ اُس نے رومی زبان میں اُن کو کہا کہ چڑیا جال میں پھنس گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ گرفتار ہوگیا اسواسطے جھٹ پلٹ آئے اور دروازے میں داخل ہو کر بند کر لیا۔ اہل عرب کو جو رومی زبان سے ناواقف تھے شک گزرا اور انہوں نے اُس کو ہلاک کرنا چاہا لیکن پھر سوچ کر اُسکو خالد کے پاس لیگئے خالد نے اُس رومی کو دیکھ کر کہا کہ کون ہے اُس نے کہا کہ میرا نام یونس ہے بیٹا بطارقہ اور ملوک سے ہوں۔ تمہارے محاصرہ کرنے کے پہلے میں نے اپنی قوم کی ایک عورت

کے ساتھ شادی کی تھی اور اُس کو دوست رکھتا تھا جب محاصرے نے طول کھینچا تو میں نے اُس کے گھر والوں کو کہا تاکہ میرے ساتھ رخصت کریں انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم اپنے کام میں مشغول ہیں کہ اسکو رخصت نہیں کرسکتے۔ میرا دل بہت چاہتا تھا کہ اُس سے ملاقات کروں اور ہم نے بازیوں کی جگہیں مقرر کر رکھی تھیں۔ جن میں ہم کھیلا کرتے تھے۔ پس میں نے اُس کو کہلا بھیجا کہ وہ اُن بازی گاہوں میں نکلکر میرے پاس آجایا کرے۔ چنانچہ وہ آئی اور اُس نے آکر کہا کہ مجھ کو لیکر دروازے پر سے نکل چلو۔ تمہارا حال دریافت کرنے کے واسطے میں دروازہ شہر سے نکلا تھا کہ تم نے مجھکو پکڑ لیا۔ پھر جس وقت میرا ساتھی اور وہ عورت نکلی میں نے پکار کر کہا کہ چڑیا جال میں پھنس گئی۔ میں نے اس کو اس خوف سے ڈرایا کہ کہیں تمہارے ساتھی اُس عورت کو نہ پکڑ لیں۔

خالد بھلا ان عشق آمیز باتوں سے کب نرم ہوتا تھا اُس نے کہا کہ کیا منظور ہے تجھ کو اختیار کرنے دین اسلام میں اور اگر داخل ہوگا میں شہر میں تو نیز نکاح اُس عورت کے ساتھ کرادونگا اور اگر تو اسلام قبول کرنے سے انکار کریگا تو میں تجھکو مار ڈالوں گا۔ اس نے دین اسلام قبول کیا اور کہا اشہد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔

پھر وہ شہر میں داخل ہوئے اور وہ شخص اپنی زوجہ کو تلاش کرنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے شوہر کے رنج میں راہبہ ہوگئی ہے۔ پھر کنیسہ میں جاکر اُس نے اُس عورت کو دیکھا مگر عورت نے اُس کو نہ شناخت کیا اُس شخص نے پوچھا کہ تو راہبہ کیوں ہوگئی ہے اُس نے جواب دیا کہ میرے خاوند کو اہل عرب نے پکڑ لیا ہے اور اُس کے رنج میں میرا یہ حال زار ہے۔ مرد بولا میں تیرا شوہر ہوں اور دین اہل عرب میں شامل ہوگیا ہوں تو میری ذمہ داری میں ہے۔ عورت بولی قسم ہے مسیح کی ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ تو ہرگز مجھ کو نہیں مل سکتا ہے پس وہ تو با اور راہبوں کے ساتھ چلی گئی۔ اُس شخص نے آکر خالد کے پاس شکایت کی کہ میری بیوی اس طرح چلی گئی ہے۔ خالد نے

کہا کہ ابوعبیدہ نے صلح سے شہر کو فتح کیا ہے اسواسطے تیری شنوائی نہیں ہو سکتی *
جب یونس کو معلوم ہوا کہ خالد بن الولید اُن کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں تو
اس نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ چلونگا۔ چار دن تک خالد ٹھہرنے سبب جنگ لڑنا
وغیرہ کو گئے ہوئے چار دن گزرے تو یونس خالد کے پاس آیا اور کہا کہ تمہارا ارادہ
اُن دونوں ملعونوں کا تعاقب کرنے کا تو اب کیا سوچتے ہو۔ خالد نے کہا کہ چار دن
گزر گئے ہیں اور وہ لوگ دور نکل گئے ہونگے۔ ہم اُن کو پکڑ نہیں سکیں گے اسواسطے
جانا بیفائدہ ہے یونس نے کہا کہ مجھکو سب رستے معلوم ہیں میں بہت جلد تمکو اُن تک
پہنچا دونگا۔ خالد نے اُس کا کہا مان لیا۔ پھر خالد اور اُس کے ہمراہیوں کو لیکر یونس
روانہ ہوا اور ایسے دشوار گزار اور پتھریلے رستوں میں اُن کا گزر ہوا کہ گھوڑوں کے
سموں سے خون ظاہر ہوتا تھا اور نعل اُن کے علیحدہ نظر آتے تھے۔ مسلمان چلنے
چلتے ہانپنے لگے اور اُنہوں نے جبلہ اور لاذقیہ کو قطع کیا۔ مسلمانوں کو تھکا ماندہ دیکھکر
یونس نے کہا حوصلہ کرو تمہارے دشمن اُن پہاڑوں سے آگے نہیں جا سکتے ہیں کہیں چھپے ہوئے ہونگے *
دریا کے کنارے پہنچ کر یونس اُس قوم کے قدموں کے نشان ڈھونڈنے لگا۔ معلوم ہوا کہ
اُنہوں نے انطاکیہ کا راہ دیا ہے۔ یونس حیرت زدہ ہو کر ٹھہر گیا اور گاؤں والوں
سے حال دریافت کرنے لگا۔ ایک شخص نے کہا کہ ہرقل بادشاہ کو یہ بات سن کر
نہایت غصہ آیا کہ توما اور ہربیس نے شہر دمشق کو مسلمانوں کے سپرد کر دیا اُس نے چاہا کہ وہ
دونوں اُس کے پاس آویں کیونکہ وہ فوج جمع کر کے یرموک کو روانہ کرتا ہے اور اُس کو اندیشہ ہے
کہ توما اور ہربیس اُس کے پاس آ کر صحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شجاعت اور
بہادری کا حال اور کیفیت اُس کی فوج کے سامنے بیان کرینگے جس سے اُس کی فوج کا دل
دہل جائیگا اسواسطے اُس نے اُن کو لکھ بھیجا ہے کہ تم مع اپنے ساتھیوں کے بجانب قسطنطنیہ
روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ عام کے موافق انطاکیہ کی راہ سے منحرف ہو گئے ہیں *

خالد کو یہ سن کر بہت فکر ہوا کہ بادشاہ فوج جمع کر کے روانہ کر رہا ہے کیونکہ وہ قریب شہر
ہرقل کے پہنچ گئے تھے اور بیچ میں صرف ایک پہاڑ عظیم حائل تھا۔ اُس کو اندیشہ ہوا کہ وہ
واپس نہیں آسکیں گے یا یہ کہ دمشق کو خالی پا کر دشمن اُس پر حملہ کر دینگے ایک خواب نے اُن کو اور
بھی بے چین کر رکھا تھا اور وہ مسلمانوں سے اُن کی تعبیر پوچھتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا کہ آپ نے کیا خواب
دیکھا ہے۔ خالد نے کہا کہ گویا ہوں میں اور مسلمان ایک جنگل بے پانی گھاس میں اور ہم اُس میں
چلے جاتے ہیں پس ہم اسی حال میں تھے کہ ناگہاں دیکھا میں نے ایک گروہ حماروں وحشی کا کہ بڑے
بڑے تھے اجسام اُن کے ڈرانیوالی تھیں خلقتیں اُن کی اور اچھی دکھائی دیتی تھیں جلدیں
اور بال اُن کے کہ انہوں نے سرکشی کی ہم سے اور وہ قریب آتے ہمارے اپنے مونہوں
سے اور مارتے تھے ہم کو اپنے ٹاپوں سے اور ہم نے باہم گھیر لیا تھا اُن کو اپنے گھوڑوں سے
اور مارتے تھے ہم اُن کو اپنے نیزوں سے اور تلواروں سے اور نہیں کرتے تھے وہ اندیشہ
اس اذیت سے جو اُن پر گزرتی تھی اور نہیں ڈرتے تھے وہ بلا سے اور ہم لوگ ایسا ہی کرتے
تھے یہانتک کہ رنج میں پڑے ہم اور ہمارے گھوڑے بسبب کوشش کے اور گویا
میں آیا اپنے ساتھیوں کے پاس اور جدا کر دیا میں نے اپنے ساتھیوں کو اُن پر چاروں طرف
جنگل میں اور حملہ کیا ہم سبھوں نے اُن پر ہر طرف سے پس بھاگے وہ ہمارے سامنے ہو کر بجانب تنگ
جگہوں ٹیلوں اور اپنے گھروں اور پشتوں کے پس نہ قادر ہو سکے ہم مگر گھوڑوں چراں میں
پس اُس حالت میں کہ ہم پکاتے اور بریاں کرتے تھے اُن کے اچھے اچھے گوشتوں کو بلٹے
وہ بطلب اپنے راستے کے ہم سے پس جب دیکھا میں نے اُن کی طرف کہ نکلے وہ تنگ
جگہوں اور اپنے گھروں سے پکار کر کہا میں نے مسلمانوں سے کہ سوار ہو تم اُن کی طلب
میں برکت عطا فرما دے اللہ تعالے تم میں پس سوار ہوئے مسلمان اپنے گھوڑوں پر
اور سوار ہوا میں بھی ساتھ اُن کے اور پیچھا کیا اُن کا یہانتک کہ جا پڑے ہم اُن پر اور شکار
کیا میں نے اُن میں سے ایک اونٹ کو جو سب کے آگے اُن میں تھا اور سامان قتل کرنے اور شکار

کرنے تھے پس نہیں ناپدید ہوئے اُن میں سے مگر تھوڑے پس اُس حالتیں کہ میں خوش تھا اُن کے شکار کرنے اور پکڑ لینے سے اور ارادہ رکھتا تھا میں پلٹ جانے کا مسلمانوں کے بجانب اُن کے وطن کی گردنیں گرادیا مجھکو میرے گھوڑے نے پس اُڑگیا میرا عمامہ میرے سر سے اور خواہش کی میں نے اُس کے لینے کی اور سست اور تعجب میں ہو گیا میں اُس کے سبب سے پس خبردار اور بیدار ہو گیا میں بعد دیکھنے اس خواب کے اور میں ڈرا اور گھبرایا ہوا تھا ۔

یہ خواب سنکر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ نے خواب بہت عمدہ دیکھا ہے پریشان خاطر ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے میں اس کی تاویل عرض کرتا ہوں آپ نے جو فربہ اور توانا وحوش دیکھے ہیں اُن سے مراد اُن لوگوں کی ہے جنکی باعث ہمکو اسقدر سخت مشقت اوٹھانی پڑی ہے اور آپ جو زمین کی طرف گرے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا گھوڑا جائے بلند سے پست مقام میں اترے گا اور آپ کے سر کا جو عمامہ گرا ہے تو عمامہ اہل عرب کا تاج ہے اور اُس کا اڑجانا ایک بلا ہے کہ جس میں آپ مبتلا ہونگے ۔

اس کے بعد خالد نے تعاقب شروع کیا اور رات کے وقت بارش کا سخت طوفان آیا آدمی اور حیوان تھکاوٹ سے لاچار ہو گئے تاہم اُن کے سردار نے اُن کو یہی کہا کہ بڑھو ہمت مت ہارو بیچارے مصیبت کے مارے آگے بڑھتے چلے گئے اور اب بالکل دشمن کے قریب پہنچ گئے صبح کے وقت طوفان دور ہوا اور آفتاب نے اپنی نور عالمتاب سے جہاں کو منور کر دیا اور مطلع بالکل صاف ہو گیا ۔ آخر ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام ارتش ہے اور رومی اُس کو جبل بارق کہتے ہیں یہاں پر پہاڑ کی چوٹی سے جاسوسوں نے خوشی کی خبر سنائی اور اس پہاڑ کے دامن میں ایک نہایت سبز چراگاہ تھا ہری بھری گھاس کا سبزہ پھولوں کی مہک اور ندی نالوں کا بہنا ایک مردہ روح کو تازگی بخشتے تھے ۔

اس ندی کے کنارے پر رومیوں کی جماعت اتری ہوئی تھی وہ لوگ بارش کے طوفان سے چور ہو کر دھوپ سینک رہے تھے اور اپنے کپڑوں اور اسباب کو خشک

گزر رہے تھے - بعض سوئے ہوئے تھے اور بعض صبح کا کھانا تناول کر رہے تھے - سبزہ
زار پر زرد وزی لباس اور گوناں گوں ریشم نے آنکھوں کا خیرہ کر رکھا تھا خالد نے بڑے
اشتیاق سے اُس جماعت کو دیکھا اور یونس نے ایک نگاہ شوق اپنی بیوی کو دیکھنے
کے واسطے اُن عورتوں میں ڈالی جو ندی کے کنارے پر آرام سے بیٹھی ہوئی تھیں ۔

خالد نے در پردہ اپنی فوج کے چار حصے کئے - ایک کا سردار ضرار کو مقرر کیا دوسرے
کا رافع ابن عمیر کو تیسرے کا عبدالرحمن کو اور چوتھے کا خود سردار بنا - اُس نے کہا
کہ یکایک ایک سردار باری باری سے نکلے تاکہ دشمن کو اُن کی فوج کا حال معلوم نہ ہو
اور جب تک کہ فتح کامل حاصل نہ ہو جاوے کوئی شخص لوٹ مار نہ کرے ۔

اس کے بعد خالد نے نماز پڑھی اور اللہ اور رسول کا نام لیکر اپنی فوج کو اشارہ
کیا اس پر جھپٹ حملہ ہو گیا اور نصرانی لوگ جو آرام سے لیٹے ہوئے تھے یکایک بیدار ہو گئے
کہ پہاڑ کی طرف سے یہ طوفان کہاں سے آگیا - مسلمانوں کا رومی لباس دیکھ کر پہلے
اُن کو دھوکہ ہوا لیکن امر حقیقت کھل گئی پھر بہت گھبرائے مگر چونکہ دشمن کی جماعت
قلیل تھی اسواسطے ہمت نہ ہاری - جس وقت پہاڑ سے فوج پر فوج بہتی ندی کی
طرح اترنی شروع ہوئی تو ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور خالد اور توما ایک ایک کرکے لڑے
اس سے پہلے ام ابان نے ایک تیر مار کر توما کو واحد العین بنا رکھا تھا اب خالد نے ایک
تیر مار کر اُس کو دوسری آنکھ سے اندھا کر دیا گھوڑے سے گر پڑا اور عبدالرحمن نے اُس کا
سر جدا کر کے اپنے نیزے کی نوک پر لٹکا لیا اور رابیوں کو دکھایا کہ یہ ہے سر تمہارے سردار کا
رافع ابن عمیر عورتوں کو گرفتار کرنے کے واسطے خیمہ گاہ کے درمیان گھس
گیا - اُن عورتوں نے بڑی بہادری سے اپنے آپ کو بچایا اور حملہ آوروں کی طرف
پتھر پھینکے اُن کے درمیان ایک عورت نہایت صاحب حسن وجمال اعلے درجہ
کی پوشاک زیب تن کئے ہوئے تھی اور ایک تاج مرصع اُس نے سر پر رکھا ہوا تھا -

یہ عورت بادشاہ ہرقل کی نامور بیٹی یعنے تُوما کی بیوی تھی۔ رافع نے اُس کو پکڑنے کی
کوشش کی لیکن اُس نے اُس کے گھوڑے کے سر پر ایک پتھر مار کر گھوڑے کو مار ڈالا
اس پر اُس عربی نے اپنی تلوار نکالی اور اُس کا کام تمام کر دینا لیکن اُس نے امان طلب کی
اسواسطے گرفتار کر کے ایک معتبر ساتھی کے حوالہ کر دیا۔

اس قتل اور گھبراہٹ کے عالم میں یونس اپنی بیوی کی تلاش کرتا تھا مگر جب وہ
ایک دوسرے کے سامنے ہوئے تو اُس کی بیوی اُس سے بکمال متنفر تھی۔ پہلے تو وہ
صرف یہ کہتی تھی کہ یونس مسیحی دین چھوڑ کر مسلمانوں میں شامل ہو گیا ہے۔ لیکن اسوقت
یہ بھی اس کو معلوم ہو گیا کہ یہ آفت جو اُس کی اہل وطن پر نازل ہوئی ہے وہ سب
اُسی یونس کی دغابازی کا نتیجہ ہے۔ یونس نے سرچند تلافی مافات چاہی لیکن کچھ فائدہ
نہ ہوا۔ اُس وقت عورت نے عہد کر لیا کہ میں قسطنطینہ جا کر راہبہ بن جاؤنگی۔ جب عجز
و بیان سے کچھ پیش نہ گئی، تو یونس نے اُس کو پکڑ کر زمین پر مار گرایا اور گرفتار کر دیا۔ اُس
نے کوئی اور مزاحمت نہ کی بلکہ گرفتار ہو کر چپ چاپ گھاس پر بیٹھ گئی وہ عاشق جانباز
اپنی تعریف کرنے لگا کہ اُس نے کس طرح اُس کو قابو کر لیا لیکن اُس عورت نے موقع پاکر
جھٹ ایک برچھی نکالی اور اپنے کلیجے میں مار کر جان بحق ہوئی اور اُس کے پاؤں پر گر پڑی
اس حادثہ کے وقت قتل عام برابر جاری تھا۔ خالد میدان جنگ میں ہربیس
کی تلاش کرتا پھرتا تھا اور لڑتے لڑتے جب اُس سردار کے پیچھے پہنچا تو ایک ضرب
لگا کر اُس کے خود کو علیحدہ کر دیا اور اگر سر پر عمامہ نہ ہوتا تو اُس کا سر توڑ ڈالتا۔ ضرب
کے صدمے سے تلوار ہربیس کے ہاتھ سے گر پڑی اور ابھی اُس نے ہوش نہ سنبھالا
تھا کہ خالد کے ساتھیوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ بدقسمت نصرانیوں کی لڑائی کا
خاتمہ ہوا۔ سب آدمی اسی طرح ضائع ہوئے کچھ قتل ہوئے اور کچھ گرفتار ہو گئے۔ صرف
ایک آدمی زندہ بچا جس نے قسطنطینہ میں جا کر لوگوں کو یہ ہولناک خبر سنائی۔

یونس اپنی بیوی کے مرجانے پر زار وقطار رونے لگا لیکن مسلمانوں نے اسکو کہا کہ صبر کر کیونکہ صبر اور شکر کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں۔ اُس عورت کا ملاپ تمہاری قسمت میں ہی نہیں تھا الا تسلی رکھو اللہ تجھہ کو بہت برکت دیگا۔ رافع بن عمیرہ نے اُس کی مصیبت دیکھ کر از راہ ترحم وہ خوبصورت شاہزادی اُس کے حوالہ کرنی چاہی جو اُس نے گرفتار کی تھی۔ خالد اس پر راضی ہو گیا اور کہنے لگا کہ ایسا کرنے میں چنداں مضایقہ نہیں بشرطیکہ بادشاہ اُس کے عوض میں مال نہ بھیجے۔

توقف کا اب کوئی موقعہ نہیں تھا وہ ایک سو پچاس میل سے زیادہ تک نکل آئے تھے اور واپسی میں بہت خطرہ تھا اسواسطے حکم ہؤا کہ بس سوار ہو جاؤ اور چلو۔ مسلمانوں نے خچروں پر لوٹ کا مال لاد لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک دن چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے غبار نظر آیا اُن کے جاسوسوں نے کہا کہ صلیب کا نشان نظر آتا ہے وہ لڑائی کے واسطے تیار ہو گئے لیکن معلوم ہوا کہ لڑنے کے واسطے کوئی نہیں آیا۔ بادشاہ کی طرف سے خالد کے پاس ایک بڈھا راہب ایک سواری عظیم کے جاو میں بادشاہ کی لڑکی کو چھوڑانے کے واسطے آیا تھا۔ بہادر خالد نے کچھہ عوضانہ طلب نہ کیا اور اُس لڑکی کو چھوڑ دیا۔ اُس نے کہا کہ اِس کو لیجاؤ۔ لیکن اپنے آقا کو کہو کہ اس کے بدلے میں میں تجھہ کو پکڑ دوں گا اور جب تک کہ سارا ملک فتح نہ ہو جائیگا۔ کبھی لڑائی سے باز نہ آؤنگا۔

یونس کی محنت کے صلہ میں اُس کو بہت سا مال اور جواہر دیا گیا کہ قیدیوں میں سے کوئی بیوی خرید لیوے۔ لیکن اب اُس کو دنیا دیا نہا کی کوئی طمع نہ رہی اور پکے مسلمانوں کی طرح عاقبت میں نرگس چشم حوروں کی خواہش کرنے لگا روز بروز اُس میں دینداری اور زہد و تقوے کی عادت ہوتی گئی اور مسلمان ساتھیوں کو اس قدر محبت کرنے لگا کہ اپنے خویش و اقارب سب بھول گیا۔ آخر یرموک کی لڑائی میں شہید ہوا اور جنت کو سدہارا۔

واقدی رحمۃ اللہ رافع بن عمیرۃ الطائی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب میں یونس کو دیکھا کہ لباس اُس کا چمکتا تھا اور اُن کے پاؤں میں نعلین طلائی تھی اور وہ سبز باغ میں ٹہل رہے تھے میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا انہوں نے کہا کہ خداوند کریم نے مجھ کو بخش دیا اور میری زوجہ کے عوض میں مجھ کو ستر حوریں ایسی عطا کی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک دنیا میں آ جاوے تو اُس کے چہرے کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی کو دور کر دے رافع نے بیان کیا ہے کہ میں نے یہ خواب خالد کو سنایا انہوں نے کہا کہ یہ سب مرتبہ شہادت کے باعث ہے پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو شہادت نصیب ہو ۔

خالد صحیح و سلامت دمشق کو واپس آئے اور اُن کے آ ملنے پر اُن کے ساتھیوں نے خوب خوشیاں منائیں کیونکہ اُن کو ڈر تھا کہ شاید وہ زندہ پکڑے جائیں گے یہاں آ کر خالد نے مال غنیمت کے پانچ حصے کئے چار تو افسروں اور سپاہیوں کو دیدیئے اور ایک حصہ خزانہ عامرہ میں داخل کرنے کے واسطے خلیفہ کے پاس بھیجدیا اور ساتھ ہی خط لکھدیا کہ کس طرح دمشق فتح ہوا کس طرح شہر اور اہل شہر کے ساتھ برتاؤ کرنے میں ابو عبیدہ کے ساتھ اُن کا جھگڑا ہوا اور پھر کس طرح انہوں نے رومیوں کا تعاقب کیا اور اُن کا مال و دولت چھین لائے ۔

لیکن اُس پاک خلیفہ کی قسمت میں نہیں لکھا تھا کہ اسلام کی اس فتح عظیم کی خوشخبری سنے جس دن دمشق فتح ہوا اُسی دن خلیفہ رسول اللہ کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی نسبت مورخین میں اختلاف ہے۔ ابو السفدر کہتے ہیں کہ یہودیوں نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا۔ اُس سے فوت ہوئے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ کا قول ہے اور یہی اغلب معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن سردی بہت پڑی تھی اور آپ نے غسل کر لیا تھا جس سے بخار ہو گیا اور اس سے راہی عالم بقا ہوئے۔ مرنے سے پہلے انہوں نے حضرت عمر فاروق کو کہا کہ بعد اُن کے مذہبی رسومات ادا کریں ۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وعدہ کا وقت قریب آ پہنچا

تو انہوں نے اپنے مشیر خاص حضرت عثمان ابن عفان کو اپنے روبرو سے بلایا اور بڑے بڑے مسلمان سرداروں کی موجودگی میں زبان مبارک سے یوں وصیت کی +

"احقر العباد ابو بکر ابن ابی قحافہ اس وقت لب مرگ ہے یہ وہ وقت ہے جبکہ کافر اعتقاد لاتے ہیں شریر اپنی شرارت اور نخوت کو چھوڑتے ہیں اور دروغگو راستی اختیار کرتے ہیں اس وقت اپنی مرضی سے میں یہ وصیت مسلمانوں کو کرتا ہوں" کمزوری نے اس قدر غلبہ کیا ہوا تھا کہ خلیفہ کا نام لیتے وقت آپکی زبان رک گئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ کا ارادہ معلوم تھا انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب کا نام لے دیا جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا اور دیکھا کہ اُن کے مشیر نے کیا لکھا ہے تو انہوں نے کہا خدا تجھ کو برکت دے تو نے بہت عمدہ سوچا ہے پھر لکھانے لگے "اُن کی بات کو سنو اور اُن کے احکام کی تعمیل کرو کیونکہ جہانتک مجھے اُن کا حال معلوم ہے اور جہانتک میں نے اُن کو دیکھا ہے وہ دیانت مجسم ثابت ہوئے ہیں اور جو کام وہ کریں وہی انکو زیب دیتا ہے وہ انصاف سے حکومت کرینگے اور اگر ایسا نہیں کرینگے تو خدا جو عالم الغیب ہے اُن کے اعمال کا بدلہ اُن کو دیگا میں مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی چاہتا ہوں دلوں کے بھید خدا کو معلوم ہیں اب میں رخصت ہوتا ہوں دیانت داری سے کام کرو اللہ تم کو اجر دیگا"

پھر حکم دیا کہ اس وصیت پر اُن کی مہر لگائی جاوے اور اس کی نقول اعلے احکام سول و جنگی کے پاس بھیجی جاویں پھر حضرت عمر کو بلا کر کہا کہ میں نے تجھکو اپنا جانشین مقرر کیا ہے +

حضرت عمر فاروق ایک بڑے سیدھے سادے آدمی تھے اُن کو مال و دولت اور حکومت کی کچھ خواہش نہ تھی کہنے لگے کہ اے خلیفہ رسول اللہ میں اس بوجھ اُٹھانے کے قابل نہیں ہوں مجھ کو معاف رکھئے۔ مجھ کو خلافت کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔ لیکن خلافت کو تمہاری ضرورت ہے +

اُنہوں نے بڑا ہی زور دیا کہ حضرت عمر فاروق دوستی کا حق ادا کریں اور خلق خدا کی بھلائی کے واسطے خلافت منظور کریں۔ کیونکہ اُن کی رائے میں اس وقت

سلطنت کے استحکام اور انتظام کے واسطے وہ بہت لائق تھے۔ جب حضرت عمر نے
خلافت منظور کر لی تو انہوں نے اُن کو مرتے وقت بہت نصیحت کی اور خلوت میں
جا کر صدق دل سے اُن کی ترقی درجات اور استحکام اور وسعت اسلام کے واسطے
دعا مانگی۔ اِس طرح اپنا جانشین مقرر کر کے وہ نیک خلیفہ سٹھ سال کی عمر میں دو سال تین
مہینے اور نو دن حکومت کر کے اپنی بیٹی حضرت عائشہ کے پاس جا لیٹے۔ آپ کی وفات
کے وقت آپ کا والد اور والدہ زندہ تھے والد کی عمر اسوقت ستانوے سال کی تھی۔ جب
بیٹے کی وفات کا حال سنا تو صرف اتنا کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ کا نام بڑا بزرگ ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی چار بیویاں تھیں آخر بیوی حضرت جعفر
کی بیوہ تھیں۔ اِس بیوی سے ساٹھ سال کی عمر کے بعد آپ کے دو بیٹے پیدا ہوئے
آپ کہا کرتے تھے کہ عورتیں بھی مردوں کے واسطے ایک عذاب ہیں اور سب سے بڑا
عذاب یہ ہے کہ آدمیوں کو اُن کی ضرورت ہے ÷

حضرت ابوبکر صدیق کی وفات سے تمام جہان ماتمی ہو گیا اور اس ماتم عام کے
وہ مستحق تھے کیونکہ ایسا اعلے حاکم انصاف پسند نرم مزاج کفایت شعار اور بے ریا
شاید ہی کوئی ہوا ہو گا۔ اُن کی حکومت اسقدر عرصہ دراز تک نہ رہی جس سے وہ اپنی
وسیع تجاویز کو پورا کر سکتے لیکن جس قابلیت سے انہوں نے خلافت کا کام سنبھالا اور
حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر فتنہ اور فساد کو دور کیا اور اسلامی
سلطنت کی ڈوبتی ناؤ کو بچایا وہ قابل تعریف ہے۔ سچے اور دیندار مسلمان اُن کی وفات
کے بعد اُن کا نام یاد کر کے روتے تھے۔ اور وہ ایک اعلے درجہ کی نظیر اپنے
جانشینوں کے واسطے قائم کر گئے ÷

تمام شد

2196

2796